بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

شمارہ 36

ایڈیٹر منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ £ یا 40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ £

12 رجب 1423 ہجری 9 تبوک 1382 ہش 9 ستمبر 2003ء

Postal Reg. No. PB\0151\2003 TO 2005

ER. M. SALAM Sb
FLAT No.-704
BLOCK No.-93
SECTOR-4
NEW SHIMLA 171009

اخبار احمدیہ

قادیان 6 ستمبر 2003ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ حضور انور ان دنوں فرانس کے دورہ پر ہیں۔ دورہ کے کامیاب و بابرکت ہونے کیلئے، نیز پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔

ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ اُن میں تقویٰ ہے یا نہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے تقویٰ کی اہمیت، برکات اور تقویٰ کے حصول کے ذرائع کا اثر انگیز تذکرہ

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسلام آباد ٹلفورڈ میں جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۷ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 25 جولائی 2003 کو جو افتتاحی خطاب فرمایا وہ الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین ہے۔

(دوسری اور آخری قسط)

یہ موقع سوا ہمارے رسول علیہ الصلوۃ والتحیات کے کسی اور نبی کو نہ ملا کہ ان کو نبوت کا کام چھوڑنے کے لئے کوئی وعدہ دیا گیا ہو۔ مسیح علیہ السلام کو بھی یہ امر نصیب نہ ہوا۔ دنیا کی تاریخ میں صرف آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہی یہ معاملہ ہوا کہ آپ کو سلطنت کا وعدہ دیا گیا، اگر آپ اپنا کام چھوڑ دیں۔ سو یہ عزت ہمارے رسول ﷺ کے ساتھ ہی خاص ہے۔ اسی طرح ہمارے ہادی کامل کو دونوں زمانے تکلیف اور فتح مندی کے نصیب ہوئے، تا کہ وہ دونوں اوقات میں کامل نمونہ اخلاق کا دکھا سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اٹھائیں۔ بعض وقت دنیوی لذات آرام اور طیبات کے رنگ میں بعض وقت عسرت اور مصائب میں۔ تا کہ ان کے دونوں اخلاق کامل نمونہ دکھا سکیں۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کو یہ دونوں باتیں میسر آئیں۔ سو جس قدر ہم آپ کے اخلاق پیش کر سکیں گے کوئی اور قوم اپنے کسی نبی کے اخلاق پیش نہ کر سکے گی۔ جیسے مسیح کا صرف صبر ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ مار کھاتا رہا لیکن یہ کہاں سے نکلے گا کہ ان کو طاقت نصیب ہوئی۔ وہ نبی بے شک سچے ہیں۔ لیکن ان کے ہر قسم کے اخلاق ثابت نہیں۔ چونکہ ان کا ذکر قرآن میں آ گیا، اس لئے ہم ان کو نبی مانتے ہیں ورنہ انجیل میں تو ان کا کوئی ایسا خلق ثابت نہیں جیسے اولوالعزم انبیاء کی شان ہوتی ہے۔ ایسا ہی اگر ہمارے ہادی کامل بھی اگر ابتدائی تیرہ برس کی مصائب میں مرجاتے، تو ان کے اور بہت سے اخلاق فاضلہ مسیح کی طرح ثابت نہ ہوتے لیکن دوسرا زمانہ جب فتح کا آیا اور مجرم آپ کے سامنے پیش کئے گئے تو اس سے آپ کی صفت رحم اور عفو کا کامل ثبوت ملا اور اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ کے کام کوئی جبر پر نہ تھے، نہ زبردستی تھی بلکہ ہر ایک امر اپنے طبعی رنگ میں ہوا۔ اسی طرح آپ کے اور بہت سے اخلاق بھی ثابت ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ ﴿نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾ (حٰم السجدہ: ۳۲) کہ ہم اس دنیا میں بھی اور آئندہ بھی متقی کے ولی ہیں سو یہ آیت بھی تکذیب میں ان نادانوں کے ہے جنہوں نے اس زندگی میں نزول ملائکہ سے انکار کیا ہے۔

تقویٰ کی برکات

فرمایا کہ: یہ ایک نعمت ہے کہ ولیوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں۔ آئندہ کی زندگی محض ایمانی ہے، لیکن ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے، نظر آتا ہے اور ان سے باتیں کرتا ہے سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے۔ ایک ولی کا قول ہے کہ جس کو ایک سچا خواب عمر میں نصیب نہیں ہوا اس کا خاتمہ خطرناک ہے جیسے کہ قرآن مومن کے یہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سنو! جس میں یہ نشان نہیں اس میں تقویٰ نہیں سو ہم سب کی یہ دعا چاہئے کہ یہ شرط ہم میں پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام، خواب، مکاشفات کا فیضان ہو کیونکہ مومن کا یہ خاصہ ہے۔ سو یہ ہونا چاہئے۔

بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں مثلاً سورۂ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع میں ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ (الفاتحہ: ۶-۷) یعنی ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے۔ یہ اس لئے سکھلائی گئی کہ انسان عالی ہمت ہو کر اس سے خالق کا منشاء سمجھے اور وہ یہ ہے کہ یہ امت بہائم کی طرح

باقی صفحہ (6) پر ملاحظہ فرمائیں

......112 واں جلسہ سالانہ قادیان 2003......

مورخہ 26-27-28 دسمبر 2003ء کو منعقد ہوگا

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 112ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 26-27-28 دسمبر 2003ء (بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

مجلس مشاورت: اسی طرح جماعتہائے احمدیہ بھارت کی 15ویں مجلس مشاورت حضور انور کی منظوری سے جلسہ سالانہ کے معابعد مورخہ 29 دسمبر 2003ء کو منعقد ہوگی۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک اور للّٰہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں اور اس جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سفر لندن کی ایمان افروز روئداد

(۲)

گزشتہ گفتگو میں ہم نے عرض کیا تھا کہ انگلینڈ کی سیر کے متعلق کچھ ذکر کریں گے اس مرتبہ جماعتی انتظامیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے تحت طے کیا تھا کہ 6 سے 8/ اگست تک مرکزی نمائندگان اور بعض مبلغین و معلمین کرام کو انگلینڈ کی سیر کرائی جائے گی چنانچہ دو بسیں کرایہ پر لی گئیں جن میں ہمارے ساتھ مکرم مبارک شاہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ یوکے کو امیر قافلہ کے طور پر بھجوایا گیا۔ قافلہ ۶/ اگست کو صبح آٹھ بجے لندن سے روانہ ہوا اور ہم لوگ آکسفورڈ۔ مانچسٹر۔ بریڈفورڈ۔ ویلز۔ ایڈنبرا اور گلاسگو ہوتے ہوئے دوبارہ لندن واپس آئے۔

آکسفورڈ میں آکسفورڈ یونیورسٹی اور اس کے کالجز اور لائبریری قابل دید ہیں آکسفورڈ میں ہم نے جہاں آکسفورڈ یونیورسٹی دیکھی وہاں وہ کالج بھی دیکھا جہاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم حاصل کی تھی۔ آکسفورڈ یونیورسٹی ایک قدیمی یونیورسٹی ہے جسکی تعلیمی شروعات 1096ء میں بتائی جاتی ہے لیکن 1176ء میں جبکہ ہنری سیکنڈ نے انگلش سٹوڈنٹس پر پیرس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کی پابندی لگادی تھی آکسفورڈ یونیورسٹی نے کافی ترقی کی اور پھر اس وقت سے لیکر آج تک اس یونیورسٹی نے مختلف شعبوں میں کافی نام کمایا۔ قابل ذکر ہے کہ یونیورسٹی میں عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت 1920ء میں ملی اس سے قبل عیسائی پادری عورتوں کی تعلیم کے خلاف تھے۔ ضمناً عرض کردوں کہ اسلام نے چودہ سو سال قبل ہی عورتوں کی تعلیم بھی فرض قرار دی تھی۔

خیر آکسفورڈ سے نکل کر ہم مانچسٹر پہنچے جہاں بفضلہ تعالیٰ جماعت کی نہایت خوبصورت مسجد اور مشن ہاؤس موجود ہے۔ یہاں پر دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا کھانے کے بعد اراکین قافلہ کا تعارف ہوا۔ محترم مبارک شاہ صاحب نے اپنی تقریر میں مانچسٹر جماعت کی نہایت رقت آمیز رنگ میں تعریف فرمائی ان کی مالی قربانیوں کا ذکر کیا اور ان کے لئے دعا کی درخواست کی۔ مانچسٹر سے روانہ ہو کر قافلہ مغرب سے قبل بریڈفورڈ پہنچا جہاں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد رات کا کھانا ہوا اور بعد نماز مغرب و عشاء بریڈفورڈ کی مسجد میں مختصر سا اجلاس ہوا جس میں نمائندگان کا تعارف ہوا مقامی جماعت نے نمائندگان کو خوش آمدید کہا۔ بریڈفورڈ کے صدر جماعت مکرم عبدالباری ملک صاحب اس وقت وہاں موجود نہ تھے ان کے قائمقام صدر غلام نبی مظفر صاحب تھے بریڈفورڈ میں اس وقت مکرم نسیم صاحب باجوہ بطور مبلغ متعین ہیں انہوں نے اور احباب جماعت بریڈفورڈ نے بھرپور تعاون دیا فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

علی الصبح روانہ ہو کر ہم لوگ لیک ڈسٹرکٹ پہنچے جہاں جھیل Windermere کو دیکھنے کا موقع ملا یہ نہایت خوبصورت جھیل ہے جس کو چھوٹے چھوٹے پہاڑوں اور جنگلات نے گھیر رکھا ہے۔ اردگرد آبادیاں بھی ہیں۔ ہزاروں سیاح روزانہ یہاں آتے ہیں اور جھیل کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہوتے ہیں ہم نے سٹیمر میں بیٹھ کر جھیل کی سیر کی اور اس میں دوپہر کا کھانا بھی کھایا۔ جھیل میں طرح طرح کے آبی پرندے اور تیرتی ہوئی خوبصورت کشتیاں اس کی خوبصورتی کو اور بھی دوبالا کر دیتے ہیں اس خوبصورت جھیل میں ہم نے دو گھنٹے تک سیر کی اور پھر اپنے سفر کے اگلے پڑاؤ کیلئے نکل پڑے۔

آگے ہم نے ایڈنبرا جانا تھا جہاں پر اُن دنوں وہاں کا ایک ثقافتی میلہ چل رہا تھا اس کو دیکھنے کا موقع ملا۔ بالکل ہمارے ملک کے میلوں کی طرح مختلف قسم کے کلاکار راستوں میں اپنے اپنے جسمانی فن کے ساتھ ساتھ اپنے علاقوں کی لوک کہانیاں ڈراموں کی شکل میں پیش کر رہے تھے۔ کئی جوکر اور مزاحیہ فن کار اپنے فن پارے سنا سنا کر سامعین کے دلوں کو لوٹ رہے تھے۔ یہ سب دیکھ کر اچھا ہی لگا۔ اسی میلے کو ہم نے قریباً دو گھنٹے تک خوب گھوم پھر کر دیکھا اور اس کے بعد ہم لوگ سکاٹ لینڈ کی راجدھانی گلاسگو کیلئے روانہ ہوئے۔ کچھ وقت کیلئے راستہ بھولنے کے بعد ہم گلاسگو مشن پہنچے جہاں احباب جماعت گلاسگو بے تابی سے ہمارا انتظار کر رہے تھے کھانا بالکل تیار تھا چنانچہ جاتے ہی کھانا کھلایا گیا اور پھر گلاسگو کی مسجد میں زیر صدارت مکرم عبدالغفار عابد صاحب ریجنل امیر سکاٹ لینڈ تربیتی اجلاس ہوا اراکین قافلہ کا تعارف ہوا۔ گلاسگو میں ایک درویش صفت سکاٹش نو احمدی سے بھی ملاقات ہوئی جن کا نام پاشا دانیال ہے اور جن کے متعلق سنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکاٹ لینڈ کے درویش کا خطاب دیا ہے وہ واقعی درویش صفت ہیں ان کی اہلیہ بھی مخلص احمدی ہیں اور بچہ وقف نو میں شامل ہے

گلاسگو میں ہمارے وفد کے ایک بزرگ رکن مکرم صادق محمود صاحب مبلغ بنگلہ دیش سے ملاقات ہوئی باتوں باتوں میں پتہ چلا کہ آپ نے 1954 میں ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی تھی ڈھاکہ میں رسالہ احمدی کے ایڈیٹر رہے۔ اب تک ''[illegible] نامہ'' ''راز حقیقت'' اور ''مسیح ہندوستان میں'' جیسی کئی کتب کے بنگلہ تراجم کرچکے ہیں اور 45 سال سے خدمت سلسلہ میں مصروف ہیں۔ محمود صاحب نہایت سادہ طبیعت کے کم گو انسان ہیں اللہ ان کی عمر و صحت میں برکت بخشے آمین۔

رنگ و انوار کا اک اور سمندر نکلا۔

(خالد ملک ساحل)

آسماں صاف ہوا درد کی برسات کے بعد
رنگ و انوار کا اک اور سمندر نکلا
اُس کی آنکھوں میں وہ جادو ہے کہ جادو کیا ہے!
اس کا لہجہ ہے تہجد کی دعاؤں جیسا
میرے سورج پہ کبھی رات نہ آئے یارب
وہ مسافت بھی ہے منزل کی علامت بھی ہے
سرمئی سوچ تھی آنکھوں میں اندھیرا تھا مگر
کفر کیا، اور ہیں کفار کے فتوے کیا کیا
ہم فقیروں پہ عنایت ہے خدا کی کیا کیا
سجدۂ شکر کا سجدہ ہی کروں گا. ساحل

پھر صبح جاگ اٹھی خوف کی اک رات کے بعد
معجزہ اور کھلا ہم پہ کرامات کے بعد
نور ہی نور ہے بس نور سماوات کے بعد
اس کی باتیں ہیں کہ سوغات ہیں آیات کے بعد
اس کو صدیوں نے تراشا ہے مناجات کے بعد
جس کو پایا ہے مقدر کے نشانات کے بعد
کھل گئے عقل کے دروازے ملاقات کے بعد
کھل ہی جائے گی حقیقت بھی حکایات کے بعد
وہ بھی مسرور ہوا ہم پہ عنایات کے بعد
مجھ تہی دست کو کیا کیا نہ ملامات کے بعد

گلاسگو میں خاکسار کا قیام مکرم منصور صاحب کے گھر پر رہا جنہوں نے رات کے آرام کے علاوہ صبح گرم گرم ناشتے اور سکاٹ لینڈ کے مشہور مشروب آئرن برد سے تواضع کی ان کی بیگم بھی خوش مزاج و ملنسار ہیں۔ ان کے دو بچے ہیں اللہ ان کو خادم دین بنائے آمین۔

گلاسگو مشن کی عمارت نہایت خوبصورت اور وسیع و عریض ہے یہ عمارت بنی بنائی خریدی گئی تھی پھر جماعت نے اسی کو ضرورت کے لحاظ سے تعمیر کرلیا۔ زیادہ کام احباب جماعت نے وقار عمل کے ذریعہ سرانجام دیا۔ گلاسگو کے احباب جماعت نے جس خلوص دل اور محبت سے ہمارا استقبال کیا اس کیلئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

۸/ اگست کی صبح ناشتے کے بعد سکاٹ لینڈ کی راجدھانی گلاسگو سے ہم نکلے ہم نے نہایت محبت کرنے والے احباب جماعت کو خدا حافظ کہا۔

سکاٹ لینڈ کا علاقہ نہایت ہرا بھرا اور خوبصورت ہے لنڈن کے بھیڑ بھاڑ والے علاقہ کی نسبت پرسکون ہے جہاں لوگ ریٹائرمنٹ کے بعد رہائش اختیار کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ سکاٹ لینڈ کو U.K میں یہ آزادی بھی حاصل ہے کہ انگلینڈ کے علاوہ یہاں پر ان کی اپنی کرنسی بھی Bank of Scot Land کی طرف سے جاری ہوتی ہے جو وزن میں سٹرلنگ پاؤنڈ کے برابر ہے۔

سکاٹ لینڈ سے نکل کر ہم رات 9.30 بجے واپس لنڈن پہنچے۔ تمام سفر نیم پہاڑی راستوں اور ہری بھری چراگاہوں کے بیچ میں سے گزرا جہاں کہیں بھیڑیں چر رہی ہیں کہیں عمدہ نسل کی گائیں اور کہیں گھوڑے۔ انگلینڈ میں فصلوں کی کاشتکاری کی نسبت چراگاہیں بنا کر جانور پالنے کا رواج زیادہ ہے۔

۸/ اگست جمعہ کا دن تھا چنانچہ ایک ہری بھری جگہ پر ہم نے نماز جمعہ ادا کی نماز محترم مولانا بشیر صاحب قمر ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن ربوہ نے پڑھائی اور ذکر الٰہی کی طرف احباب کو توجہ دلائی۔ نماز کے معاً بعد مانچسٹر کے خدام نہایت پرلطف اور گرم گرم کھانا لیکر آگئے جو ہم نے وہیں میدان میں درختوں کی چھاؤں کے نیچے نہایت مزے سے کھایا۔

دوران طعام مکرم نصر اللہ ناصر صاحب ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ سے بات چیت کا موقع ملا آپ نے بتایا کہ اس وقت بھی ان کے خلاف توہین قرآن وغیرہ کے چار جھوٹے مقدمات دائر ہیں۔ اس دوران پاکستان کے احمدیوں کے حالات پر گفتگو ہوئی کہ کس کس رنگ میں ہمارے بھائی وہاں قربانیاں پیش کر رہے ہیں اس تھوڑے سے وقت میں جناب ایڈیٹر صاحب موصوف نے معلومات میں بہت اضافہ کیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ آپ ایک تجربہ کار اور معمر شخصیت ہیں دھیمے دھیمے بولتے ہیں اور بہت کچھ کہہ جاتے ہیں۔

خیر کھانے سے فراغت کے بعد ہم لوگ پھر بسوں میں سوار ہوئے اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئے۔ راستہ بھر بعض خوش مزاج مربیان بس کے مائیک پر مزاحیہ واقعات لطیفے اور نظمیں سناتے رہے جس سے سفر کی کوفت میں کمی کا احساس رہا اور ایک سہولت یہ بھی حاصل رہی کہ بس میں Toilet کا بھی انتظام تھا جس کی وجہ سے بار بار پیشاب کی حاجت محسوس کرنے والے بزرگوں کو آرام رہا۔ اس طرح ہم رات قریباً دس بجے لندن مارڈن مسجد پہنچے چونکہ سفر کی وجہ سے بہت تھک گئے تھے لہٰذا جاتے ہی اپنے اپنے لحافوں میں چلے جانے میں ہی عافیت سمجھی۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس تمام سفر میں مکرم مبارک شاہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت یوکے ہمارے امیر قافلہ رہے آپ اس وقت رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر بھی ہیں آپ نے دوران سفر ہماری چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کا بھی خیال رکھا اور بہت نرمی اور ملائمت سے بسوں کے مسافروں کی کھٹی میٹھی سب حرکتوں کو برداشت کیا اس کیلئے ہم ان کے بہت شکرگزار ہیں اور موصوف کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ (باقی)

منیر احمد خادم

خطبہ جمعہ

ہمیشہ بچوں کے نیک، صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہیئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔

ایشیا کے ممالک کے لئے MTA کی نشریات کا Asia Sat 3 پر آغاز

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ ۴؍جولائی ۲۰۰۳ء مطابق ۴؍وفا ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ ملٰك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ۔ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۔اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ﴾(سورة آل عمران:۳۹)۔ یہ آیت جو تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ ہے: اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:۔

’’حضرت مریم علیہا السلام ...... کے منہ سے یہ بات سن کر کہ اللہ سب کچھ دیتا ہے، یہ نعمتیں بھی اللہ نے ہی دی ہیں، حضرت زکریا علیہ السلام کے دل پر چوٹ لگی اور انہوں نے خیال کیا کہ جب واقعہ یہی ہے کہ ہر چیز اللہ دیتا ہے اور ایک بچی بھی یہی کہہ رہی ہے تو مَیں تو سمجھدار اور تجربہ کار ہوں، مَیں کیوں نہ یقین کروں کہ ہر چیز خدا ہی دیتا ہے۔ چنانچہ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۔یہ جواب سن کر حضرت زکریا علیہ السلام کو توجہ ہوئی کہ مَیں بھی اپنی ضرورت کی چیز خدا تعالیٰ سے مانگوں۔ میرے گھر میں بھی کوئی بچہ نہیں۔ اگر مریم کی طرح میرے گھر میں بھی بچہ ہوتا اور مَیں اس سے پوچھتا کہ یہ چیز تمہیں کس نے دی ہے اور وہ کہتا کہ خدا نے، تو جس طرح مریم کی بات سن کر میرا دل خوش ہوا ہے، اسی طرح اپنے بچے کی بات سن کر میرا دل خوش ہوتا۔ پس حضرت مریم علیہا السلام حضرت یحییٰ کی پیدائش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرانے کا ایک محرک ہوگئیں اور اس طرح بالواسطہ طور پر جہاں خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے ماتحت حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت مسیحؑ کے ارہاص کے طور پر آئے، وہاں حضرت مریم علیہا السلام جو حضرت مسیحؑ کی والدہ تھیں، حضرت یحییٰ کی پیدائش کے لئے ارہاص بن گئیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے حضرت زکریاؑ کی دعا سنی اور اُن کے گھر میں بچہ پیدا ہوگیا۔‘‘(تفسیر کبیر جلد پنجم۔ صفحہ ۱۱۹)

حضرت زکریا علیہ السلام کی اس دعا کو قرآن کریم نے سورۂ انبیاء کی آیت ۹۰ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیا ہے۔ دعا یہ تھی:

﴿وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔﴾۔ اور زکریا (کا بھی ذکر کر) جب اُس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

آپؑ کی اس دعا کی قبولیت کا ذکر سورۂ مریم کی آیت ۸ میں مذکور ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :﴿يٰزَكَرِيَّا اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾۔ یعنی اے زکریا! یقیناً ہم تجھے ایک عظیم بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس کا پہلے کوئی ہم نام نہیں بنایا۔

اور پھر اس دعا کی برکت سے جو بیٹا عطا ہوا، اُس کی خوبیاں سورۂ مریم کی تیرھویں آیت سے لے کر سولہویں آیت تک بیان کی گئی ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ نیز اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیزگار تھا۔ اور اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر (اور) نافرمان نہیں تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن اُسے دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

’’یہ کیسی لطیف دعا ہے اور کس طرح دعا کے چاروں کونے اس میں پورے کردئے گئے ہیں۔ اِس دعا کو اگر ہم اپنے الفاظ میں بیان کریں تو اس کی یہ صورت ہوگی کہ: ’’اے میرے خدا! میرے اندرونی قویٰ مضمحل ہوگئے ہیں، میرا بیرونی چہرہ مسخ ہوگیا ہے، مَیں ہمیشہ سے ہی تیرے الطاف خسروانہ کا عادی ہوں۔ اس لئے مایوسیاں اور ناکامیاں مَیں نے کبھی دیکھی نہیں۔ ناز کرنے کی عادت مجھ میں پیدا ہوچکی ہے۔ رشتہ دار میرے بُرے اور موت کے بعد گدّی سنبھالنے کے منتظر۔ بیوی میری بیکار۔ ان سب وجوہ کے ساتھ مَیں مانگنے آیا ہوں کہ اے میرے خدا! تُو مجھے بیٹا دے۔ ایسا بیٹا دے جو میرا ہم خیال اور دوست ہو، ایسا بیٹا دے جو میرے بعد تک زندہ رہنے والا اور میرے خاندان کو سنبھالنے والا ہو اور ایسا بیٹا دے جو میرے اخلاق اور آلِ یعقوب کے اخلاق کو پیش کرنے والا ہو، گویا صرف میرے نام کو ہی زندہ نہ کرے بلکہ اپنے دادوں پردادوں کے نام کو بھی زندہ کردے اور پھر وہ انسانوں ہی کے لئے باعثِ خوشی نہ ہو، بلکہ اے میرے ربّ! وہ تیرے لئے بھی باعثِ خوشی ہو۔‘‘(تفسیر کبیر جلد پنجم۔ صفحہ ۱۲۵)

اب یہ دعا ایسی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو کرنی چاہئے اور ہر ایک کا دل چاہتا ہے کہ کرے اور صالح اولاد ہو اور پھر بچوں کی پیدائش کے وقت بھی اور پیدائش کے بعد بھی ہمیشہ بچوں کے نیک صالح اور دیندار ہونے کی دعائیں کرتے رہنا چاہئے کیونکہ والدین کی دعائیں بچوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں۔ اور یہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور نصیحت ہے۔ یہاں مَیں ضمناً ذکر کردوں۔ گو ضمناً ہے مگر میرے نزدیک اس کا ایک حصہ ہی ہے کہ اگر والدین کی دعا اپنے بچوں کے لئے اچھے رنگ میں پوری ہوتی ہے تو وہاں ایسے بچے جو والدین کے اطاعت گزار نہ ہوں ان کے حق میں برے رنگ میں بھی پوری ہوسکتی ہے۔ تو ماں باپ کی ایسی دعا سے ڈرنا بھی چاہئے۔ بعض بچے جائیداد یا کسی معاملہ میں والدین کے سامنے بے حیائی سے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ مختلف لوگ لکھتے رہتے ہیں اس لئے یہ عجیب خوفناک کیفیت بعض دفعہ سامنے آجاتی ہے۔ اس لحاظ سے ایسے بچوں کو اس تعلیم کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے تو ماں کے لئے تو خاص طور پر حسن سلوک کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ فرمایا ہے کہ تمہاری سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے۔ یہ جو قرآن حکیم کا حکم ہے کہ والدین کو اُف نہ کہو یہ اس لئے ہے کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے اور تم سمجھتے ہو کہ تمہارا حق مارا جارہا ہے یا تمہارے ساتھ ناجائز رویہ اختیار کیا ہے ماں باپ نے۔ تب بھی تم نے ان کے آگے نہیں بولنا ورنہ کسی کا دماغ تو نہیں چلا ہوا کہ ماں باپ کے فیض بھی اٹھا رہا ہو اور ماں باپ اس بچے کی ہر خواہش بھی پوری کررہے ہوں تو ان کی نافرمانی کرے یا کوئی نامناسب بات کرے۔ اس کا آدمی تکلیف نہیں کرتا ہے تو جیسا کہ مَیں نے پہلے ذکر کیا ہے بہت سے ماں باپ اپنے بچوں کی نافرمانیوں کا ذکر کرتے ہیں اپنے خطوط میں۔ اس ضمن میں والدین کا جہاں فرض ہے اور سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لے کر زندگی کے آخری سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں جیسا کہ مَیں آگے چل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات میں اس کا ذکر کروں گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بچوں کو بھی خوف خدا کرنا چاہئے کہ ماؤں کے حقوق کا خیال رکھیں، باپوں کے حقوق کا خیال رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ان کے بچے ان کے سامنے اسی طرح کھڑے

ہو جاتا نہیں۔ کیونکہ آج اگر یہ نہ سمجھے اور اس امر کو نہ روکا تو پھر یہ شیطانی سلسلہ کہیں جا کر رکے گا نہیں اور کل کو یہی معاملہ ان کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے اور احمدیت کی اگلی نسل پہلے سے بڑھ کر دین پر قائم ہونے والی اور حقوق ادا کرنے والی نسل ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی اولاد کے حق میں دعا کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ:

مری اولاد جو تری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

دنیاوی نعماء کی بھی دعا کی ہے لیکن سب سے بڑھ کر یہ دعا کی ہے کہ:

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

(درّثمین اردو۔ صفحہ ۴۸ تا ۴۹)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان دعاؤں کو بھی سنا اور حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا آپ کو بھی دو بار الہاماً سکھائی گئی۔ چنانچہ پہلا الہام مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا اور دوسری بار ۱۸۹۳ء میں یہ الہام ہوا:

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔"

اے میرے ربّ! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے ربّ! امت محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے۔ اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

(تذکرہ، صفحہ ۴۷، مطبوعہ ۱۹۶۹ء)

پھر نومبر ۱۹۰۷ء میں آپ کو الہام ہوا۔ بہت لمبا الہام ہے عربی میں، اس کا کچھ حصہ میں پڑھتا ہوں۔

"سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ اسْمُهٗ یَحْیٰی" ۔میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"میں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔ محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیت سے کرے ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا﴾ (الفرقان:۷۵) اور نذر کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاء کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے، وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تُو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن اپنے بیگانے سب برابر ہیں۔ میں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو، یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔......

درود شریف کی برکات

حضرت ابی ابن کعب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:-

"ایک دن میں نے حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنی دعا کے وقت ایک بڑا حصہ حضور پر درود بھیجنے میں صرف کرتا ہوں۔ بہتر ہو کہ حضورؐ ارشاد فرماویں کہ میں اپنی دعا کے وقت میں سے کس قدر حصہ حضورؐ پر درود بھیجنے میں مخصوص کر دوں۔ حبیب پاکؐ نے فرمایا: جتنا چاہو۔ میں نے عرض کی کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا جتنا چاہو۔ اگر اس وقت میں اضافہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نصف حصہ؟ فرمایا جتنا چاہو۔ اگر اس میں اضافہ کرو تو تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آئندہ میں اپنی دعا کا سارا وقت حضورؐ پر درود کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اس صورت میں تمہاری ساری ضرورتیں اور مرادیں پوری ہوں گی اور سب گناہ معاف ہو جائیں گے"۔ (ترمذی)

پس یاد رکھو کہ مومن کی غرض ہر آسائش، ہر قول و فعل، حرکت و سکون سے گو بظاہر نکتہ چینی ہی کا موقعہ ہو مگر دراصل عبادت ہوتی ہے۔ بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں کہ جاہل اعتراض سمجھتا ہے مگر خدا کے نزدیک عبادت ہوتی ہے۔ لیکن اگر اس میں اخلاص کی نیت نہ ہو تو نماز بھی لعنت کا طوق ہو جاتی ہے۔" (ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ ۵۷۹۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"فنافی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقعہ ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے۔ فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں، ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دُعا سکھلائی ہے کہ ﴿اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ﴾ (الاحقاف:۱۶) میرے بیوی بچوں کی بھی اِصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں بلعم کا ایمان جو حَبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دیدیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰ پر بد دعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا۔ غرض اُن کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں تو اُن کی اِصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔"

(ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۴۵۶ و ۴۵۷۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ نے فرمایا: "یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبر گیری کرے کہ وہ اس کے زیر دست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہوگی اور خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہوگا......

غرض ان سب کی غور و پرداخت میں اپنے آپ کو بالکل الگ سمجھے اور اُن کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ ﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا﴾ کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو۔ لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہیں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اَور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں، صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر اُن کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔

غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذباتِ نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ رحم اور تقویٰ مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہم و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔"

(ملفوظات۔ جلد سوم۔ صفحہ ۵۹۹، ۶۰۰۔ مطبوعہ ربوہ۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جب تک اولاد کی خواہش محض اس لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیات صالحات کی

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

جائے اس کا نام باقیات صالحات رکھنا جائز ہوگا۔ لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خداترس اور خادم دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی ہوگا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔'' (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۷۰)

اب اس طرف بھی توجہ دلائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہ اولاد کے لئے دعا بھی کریں کہ وہ نیک صالح ہو، لیکن پھر دعا کریں اور خود پوری طرح عمل نہ کر رہے ہوں تو یہ بھی اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے اپنی اصلاح کے لئے بھی اسی طرح توجہ کرنی ہوگی۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے۔............فرمایا: اولاد چیز کیا ہے؟ بچپن سے ماں اس پر جان فدا کرتی ہے مگر بڑے ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ پھر اگر فرمانبردار بھی ہوں تو دکھ اور تکلیف کے وقت وہ اس کو ہٹا نہیں سکتے۔ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو تمام عاجز آجاتے ہیں۔ نہ بیٹا کام آسکتا ہے نہ باپ، نہ ماں، نہ کوئی اَور عزیز۔ اگر کام آتا ہے تو صرف خدا۔ پس ان کی اس قدر محبت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُم فِتْنَةٌ﴾ (التغابن:۱۶) اولاد اور مال انسان کے لئے فتنہ ہوتے ہیں۔ دیکھو اگر خدا کسی کو کہے کہ تیری کُل اولاد جو مر چکی ہے زندہ کر دیتا ہوں مگر پھر میرا تجھ سے کچھ تعلق نہ ہوگا تو کیا اگر وہ عقلمند ہے اپنی اولاد کی طرف جانے کا خیال بھی کرے گا؟

پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے۔ جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں۔'' (ملفوظات۔ جلد پنجم۔ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳۔ جدید ایڈیشن)

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا جو اپنے صحابہ یا دوستوں کی اولاد کے لئے کی ان میں سے چند واقعات کا ذکر کروں گا جس سے پتہ چلتا ہے کہ سمیع خدا نے کس طرح دعاؤں کو قبولیت بخشی۔ لیکن جب آپ واقعات سنیں گے تو یہاں بھی آپ دیکھیں گے کہ آپ نے ایسے شخص کو جس کے لئے بھی دعا کی اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس کے ساتھ صاحب اقبال اولاد کی پیدائش کو مشروط کیا اور صحابہ اور رفقاء کے لئے بھی اولاد کی دعا کی اور نیک صالح، دیندار اولاد کی دعا اپنے خدا سے مانگی اور ان واقعات سے آپ دیکھیں گے کہ کس شان سے وہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول ہوئیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

بیان کیا مجھ سے منشی عطا محمد صاحب پٹواری نے کہ جب مَیں غیر احمدی تھا۔ اور ونجواں ضلع گورداسپور میں پٹواری ہوتا تھا تو قاضی نعمت اللہ صاحب خطیب بٹالوی جن کے ساتھ میرا ملنا جلنا تھا، مجھے حضرت صاحب کے متعلق بہت تبلیغ کیا کرتے تھے مگر مَیں پرواہ نہیں کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت تنگ کیا۔ مَیں نے کہا اچھا مَیں تمہارے مرزا کو خط لکھ کر ایک بات کے متعلق دعا کراتا ہوں۔ اگر وہ کام ہو گیا تو مَیں سمجھ لوں گا کہ وہ سچے ہیں۔ چنانچہ مَیں نے حضرت صاحب کو خط لکھا کہ آپ مسیح موعود اور ولی اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ولیوں کی دعائیں سنی جاتی ہیں۔ آپ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے خوبصورت، صاحب اقبال لڑکا جس بیوی سے مَیں چاہوں عطا کرے۔ اور نیچے مَیں نے لکھ دیا کہ میری تین بیویاں ہیں مگر کئی سال ہو گئے آج تک کسی کے اولاد نہیں ہوئی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ بڑی بیوی کے بطن سے لڑکا ہو۔ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ملا کہ مولا کے حضور دعا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو فرزند ارجمند صاحب اقبال خوبصورت لڑکا جس بیوی سے آپ چاہتے ہیں عطا کرے گا مگر شرط یہ کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی عطا محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں ان دنوں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی ہوتا تھا۔ چنانچہ مَیں نے مسجد میں جا کر مُلّاں سے پوچھا کہ زکریا والی توبہ کیسی تھی تو لوگوں نے تعجب کیا کہ یہ شیطان مسجد میں کس طرح آگیا ہے۔ مگر وہ مُلّاں مجھے جواب نہ دے سکا۔ پھر مَیں نے دھرم کوٹ کے مولوی فتح دین صاحب مرحوم احمدی سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ زکریا والی توبہ بس یہی ہے کہ بے دینی چھوڑ دو، حلال کھاؤ، نماز روزے کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا جایا کرو۔ یہ سن کر مَیں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ شراب وغیرہ چھوڑ دی اور رشوت بھی بالکل ترک کر دی اور صلوٰۃ وصوم کا پابند ہو گیا۔ چار پانچ ماہ کا عرصہ گزرا ہوگا کہ مَیں ایک دن گھر گیا تو اپنی بڑی بیوی کو روتے ہوئے پایا۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ پہلے مجھ پر یہ مصیبت تھی کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے میرے پر دو بیویاں کیں۔ اب یہ مصیبت آئی ہے کہ گویا اولاد کی امید ہی نہیں رہی۔ ان دنوں میں اُس کا بھائی امرتسر میں تھانے دار تھا۔ چنانچہ اس نے مجھے کہا کہ مجھے میرے بھائی کے پاس بھیج دو کہ مَیں کچھ علاج کرواؤں۔ مَیں نے کہا وہاں کیا جاؤ گی یہیں دائی کو بلوا کر دکھلاؤ اور اس کا علاج کرواؤ۔ چنانچہ اس نے دائی کو بلوایا اور کہا کہ مجھے کچھ دوا وغیرہ دو۔ دائی نے سرسری دیکھ کر کہا: میں تو دوا نہیں دیتی نہ ہاتھ لگاتی ہوں کیونکہ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تیرے اندر بھول گیا ہے۔ مگر مَیں نے اس سے کہا کہ ایسا نہ کہو بلکہ مَیں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی تھی۔ پھر منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ کچھ عرصے میں حمل کے پورے آثار ظاہر ہو گئے اور مَیں نے اردگرد سب کو کہنا شروع کیا کہ دیکھ لینا کہ میرے لڑکا پیدا ہوگا اور ہوگا بھی خوبصورت۔ مگر لوگ بڑا تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر ایسا ہو گیا تو واقعی بڑی کرامت ہے۔ آخر ایک دن رات کے وقت لڑکا پیدا ہوا اور خوبصورت ہوا۔ مَیں اسی وقت دھرم کوٹ بھاگا گیا جہاں میرے کئی رشتہ دار تھے اور لوگوں کو اس کی پیدائش سے اطلاع دی۔ چنانچہ کئی لوگ اسی وقت بیعت کے لئے قادیان روانہ ہو گئے۔ مگر بعض نہیں گئے اور پھر اس واقعہ پر ونجواں کے بھی بہت سے لوگوں نے بیعت کی اور مَیں نے بھی بیعت کر لی اور لڑکے کا نام عبدالحق رکھا''۔

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۲۲۱۔۲۲۲)

پھر ایک واقعہ ہے۔ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب کی اہلیہ اوّل شادی کے چار سال بعد وفات پا گئیں جبکہ اہلیہ ثانی کے بارہ میں متعدد ڈاکٹروں اور حکیموں کی متفقہ رائے تھی کہ اولاد سے محروم رہیں گی۔ چنانچہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے جب ارتداد اختیار کیا تو حضرت مسیح موعودؑ کو مقابلہ کا چیلنج دیتے ہوئے کہا کہ ''قدرت اللہ کے لئے بے شک دعا کریں اس کے اولاد نہیں ہوگی''۔ اس پر حضور علیہ السلام نے دعا کی اور حضرت مولوی صاحبؓ کو لکھوایا ''اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہاری اس قدر اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہ سکوگے''۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو چودہ بچے عطا کئے جن میں سے پانچ کو وہ سنبھال نہ سکے اور باقی نو بچے خدا کے فضل سے زندہ رہے اور بڑھے پھولے۔ (رجسٹر روایات)

پھر قبولیت دعا کے نتیجہ میں ایک نعم البدل عطا ہونے کے بارہ میں ایک واقعہ ہے۔ حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ مغربی افریقہ کے والد حافظ نبی بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

PRIME AUTO PARTS
House of Genuine Spares
Ambassador & Maruti

P, 48 PRINCEP STREET
CALCULTTA - 700072 ●2370509

آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینگو لین کلکتہ 700001
دکان: 248-5222'248-1652'243-0794
رہائش: 237-0471'237-8468

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَطِعْ اَبَاكَ
اپنے باپ کی اطاعت کر
طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

''١٩٠٦ء کا واقعہ ہے کہ میرا لڑکا عبدالرحمٰن نامی جو ہائی سکول میں ساتویں جماعت میں تعلیم پاتا تھا ، ماہ مئی میں بعارضہ بخار محرقہ و سرسام تین چار دن بیمار رہ کر قادیان میں فوت ہوگیا۔ اس وقت مَیں فیض اللہ چک میں تھا کیونکہ مَیں اُس وقت ملازم تھا اور رخصت پر گھر آیا ہوا تھا۔ فیض اللہ چک میں اس کی بیماری کی خبر پہنچی تو مَیں فوراً قادیان آ گیا۔ علاج حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے۔ مَیں بچے کی حالت دیکھ کر حضورؓ کے گھر پہنچا ۔ دستک دی تو حضور باہر تشریف لائے۔ مَیں نے بچے کی حالت سے اطلاعاً عرض کی۔ حضور فوراً اندر تشریف لے گئے اور چار پانچ گولیاں لا کر مجھے عنایت فرمائیں اور فرمایا کہ ابھی جا کر ایک گولی پانی میں گھول کر دے دو اور پھر مجھے اطلاع دو۔ مَیں دعا بھی کروں گا۔ چنانچہ مَیں نے اسی وقت آ کر گولی پانی میں گھسائی اور بچے کو دی۔ چونکہ بچے کی حالت نازک ہو چکی تھی گولی اندر ہی نہ گئی بلکہ منہ سے اِدھر اُدھر نکل گئی اور بچہ فوت ہو گیا۔ حضرت خلیفہ اوّل نے نماز جنازہ پڑھائی اور مَیں نے نعش کو فیض اللہ چک لے جانے کی اجازت طلب کی جو دے دی گئی۔ مَیں اور دیگر احباب جو میرے ساتھ موجود تھے واپس فیض اللہ چک چلے گئے۔ مَیں پھر آمدہ جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے کے لئے قادیان آیا۔ حضورؓ کی نظرِ شفقت مجھ پر پڑ گئی تو فرمایا کہ آگے آ جاؤ۔ وہاں پر بڑے بڑے ارکان حضورؓ کے حلقہ نشین تھے۔ حضورؓ کا فرمانا تھا کہ سب نے میرے لئے راستہ دے دیا۔ حضور نے میرے بیٹھتے ہی فرمایا کہ مَیں نے معلوم کیا ہے کہ آپ نے اپنے بچے کی وفات پر بڑا صبر کیا ہے۔ میری کمر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ مَیں نعم البدل کے واسطے دعا کروں گا۔ چنانچہ اس کا نعم البدل حضور کی دعا سے مجھے لڑکا عطا ہوا جس کا نام فضل الرحمٰن حکیم ہے جو اس وقت بحیثیت مبلغ گولڈ کوسٹ، سالٹ پانڈ اور لیگوس میں تبلیغ کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کو بھی سچی قربانی کی توفیق بخشے''۔ (اب تو وہ وفات پا چکے ہیں۔ اور غانا اور نائجیریا میں ابتدائی مبلغین میں سے تھے اور اتنا اثر تھا کہ جو لوگ احمدی ہوتے تھے دوسرے مسلمان ان کو احمدی کی بجائے حکیم کہا کرتے تھے۔ تو اس طرح بڑے مشکل حالات میں وہاں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔ (اصحاب احمد جلد ١٣ صفحہ ٢٦١۔٢٦٢)

اب آخر میں ایم ٹی اے کے بارہ میں ایک خوشی کی خبر ہے مَیں آپ کو سنا دوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان، برصغیر اور ایشیا کے اکثر ممالک میں ایم ٹی اے کی نشریات Asia Sat 2 پر تھیں جس کی سیٹنگ کافی مشکل ہے اور بہت کم چینل اس پر ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے Asia Sat 3 پر ہماری یہ نشریات پچھلے دس بارہ دن سے شروع ہیں اور یہ جو سیٹلائٹ ہے اس میں عموماً اردو بنگلہ ہندی انگریزی کے جتنے اہم چینل ہیں وہ جاری ہیں اس لئے جب بھی وہ اپنے ٹی وی کو Tune کرے گا تو ایم ٹی اے بھی اس کے ساتھ ہی Tune ہوگا۔ اور اس طرح ایک بڑے لمبے عرصے سے جزیرہ فجی ایم ٹی اے کے نور سے محروم تھا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس نئے سیٹلائٹ کی وجہ سے دنیا کے آخری کنارے جزیرہ تائیونی میں بھی واضح سگنل موصول ہو رہے ہیں۔ الحمدللہ۔ اسی طرح پاکستان میں بھی اور بنگلہ دیش میں بھی۔ تو اب یہ Main Stream میں آ گیا ہے۔ اور خوشی کی بات یہ ہے کہ کافی عرصہ سے ان کے ساتھ بات چیت چل رہی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان فرمائے ہیں کہ حیرت انگیز طور پر بڑی کم قیمت پر یہ سیٹلائٹ میسر آ گیا ہے جس کا تصور بھی پہلے نہیں تھا الحمدللہ۔

❀❀❀ .... ❀❀❀❀ .... ❀❀❀

بقیہ صفحہ: (١)

زندگی بسر نہ کرے بلکہ اس کے تمام پردے کھل جاویں۔ جیسے کے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولایت بارہ اماموں کے بعد ختم ہوگئی۔ برخلاف اس کے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشاء کے مطابق ہو تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس یہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قُویٰ ملے ہیں جنہوں نے نشو و نما پانا ہے اور بہت ترقی کرنا ہے۔ ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں اس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے اس پر نہ صرف ایمان ہی ہو بلکہ اسے بتدریج ان نعماء کا علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے۔

اللہ کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم اور خواہش کے مطابق ہر احمدی یقین کے تمام مدارج طے کرنے والا ہو اور آئندہ نسلوں میں بھی اس معیار کو منتقل کرتا چلا جائے۔ اس کے لئے سب سے بڑی کوشش اللہ کے فضلوں کو مانتے ہوئے نسلوں کے دینی معیار کو بلند کرنے اور ان کو اس مادیت کے دَور سے دُور رکھنے کے لئے ان مدارج کے بارہ میں مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ علم کے تین مدارج ہیں۔ علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین ۔ مثلاً ایک جگہ سے دھواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کر لینا علم الیقین ہے، لیکن خود آنکھ سے آگ کا دیکھنا عین الیقین ہے ان سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے یعنی آگ میں ہاتھ ڈال کر جلن اور حرقت سے یقین کر لینا کہ آگ موجود ہے۔ پس کیسا وہ شخص بدقسمت ہے جس کو تینوں میں سے کوئی درجہ حاصل نہیں۔ اس آیت کے مطابق جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں وہ کورانہ تقلید میں پھنسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ٧٠) جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہیں دکھلا دیں گے۔ یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہ دعا ہے کہ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ (الفاتحہ: ٦) سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدنظر رکھ کر نماز میں دعا بالحاح کرے اور تمنا رکھے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہو جائے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے، فرمایا ﴿مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى﴾ (بنی اسرائیل: ٧٣) کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اس جہان میں بھی اندھا ہے۔ جس کی منشاء یہ ہے کہ اس جہان کے مشاہدہ کے لئے اسی جہان سے ہم کو آنکھیں لے جانی ہیں۔ آئندہ جہان کو محسوس کرنے کے لئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہوگی پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے۔

اندھا کون ہے؟

اندھے سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو گیا، مسلمان کہلاتا ہے۔ دوسری طرف اسی طرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا، رسول اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اس کی دین سے محبت بھی قابل اعتراض ہے۔ خدا اور رسول کی ہتک کرنے والوں میں اس کا گزر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں۔ اس میں محبت دین نہیں۔ وَ اِلّا محبت والا اپنے محبوب کے برخلاف کیا کچھ پسند کرتا ہے؟ غرض اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے کہ میں تو دینے کو تیار ہوں اگر تو لینے کو تیار ہے۔ پس یہ دعا کرنا ہی اس ہدایت کو لینے کی تیاری ہے۔

اس دعا کے بعد سورہ بقرہ کے شروع میں ہی جو ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرة: ٣) کہا گیا، تو گویا خدا تعالیٰ نے دینے کی تیاری کی۔ یعنی یہ کتاب متقی کو کمال تک پہنچانے کا وعدہ کرتی ہے۔ سو اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ کتاب ان کے لیے نافع ہے جو پرہیز کرنے اور نصیحت کے سننے کو تیار ہوں۔ اس درجہ کا متقی وہ ہے جو مخلّٰی بالطبع ہو کر حق بات سننے کو تیار ہو۔ جیسے جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو وہ متقی بنتا ہے۔ جب کسی غیر مذہب کے اچھے دن آئے، تو اس میں اتقاء پیدا ہوا۔ عجب، غرور، پندار دور ہوا۔ یہ تمام روکیں تھیں جو دور ہو گئیں۔ ان کے دور ہونے سے تاریک گھر کی کھڑکی کھل گئی اور شعاعیں اندر داخل ہو گئیں۔ یہ جو فرمایا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت ہے یعنی ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ تو اتقاء جو افتعال کے باب سے ہے اور یہ باب تکلف کے لیے آتا ہے یعنی اس میں اشارہ ہے کہ جس قدر یہاں ہم تقویٰ چاہتے ہیں وہ تکلف سے خالی نہیں، جس کی حفاظت کے لئے اس کتاب میں ہدایات ہیں۔ گویا متقی کو نیکی کرنے میں تکلیف سے کام لینا پڑتا ہے۔

اب پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔ گو کہ نمازوں کے بارہ میں آگے ذکر آئے گا۔ لیکن یہاں بھی بیان کر دیتا ہوں۔ کہ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ بعض دفعہ ہمارے سستی ہو جاتی ہے۔ فجر کی نماز ہے۔ رات میں نیند پوری نہ ہوئی ہو تو ادا نہ ہوئی۔ ظہر عصر کی نمازیں ہیں اپنے دنیاوی کاموں کی وجہ سے وقت پر ادا نہیں ہوئیں۔ تو قرآن کریم میں ان کو وقت پر اور باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اس زمانہ میں کیا حالات ہوں گے اور باجماعت قیام کا نماز آسان ہوگا یا مشکل ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود یہ فرضیت اس لئے ہے کہ تکلیف اٹھاؤ گے تو تقویٰ کا اعلیٰ معیار حاصل کرو گے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ پانچ وقت کی نمازوں کا التزام باقاعدہ رکھیں تا کہ ہم اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے والے اور اس کا قرب پانے والے ہوں۔

اعمال میں اخفاء اچھا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

'' اسی طرح یہ دنیا کیا ہے۔ ایک قسم کی دارالابتلاء ہے۔ وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر خفیہ رکھے اور ریاء سے بچے۔ وہ لوگ جن کے اعمال للّٰہی ہوتے ہیں وہ کسی پر اپنے اعمال ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ یہی لوگ متقی ہیں''۔ فرمایا: ''میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے۔ کوئی اس کی مدد کرے۔ ایک نے صالح سمجھ کر اس کو ایک ہزار روپیہ دے دیا۔ انہوں نے روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہو گئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہا کہ وہ روپیہ اس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی ، چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔ جس پر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے۔ اصل میں روپیہ دینا نہیں چاہتا۔ جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا تو وہ شخص ہزار روپیہ اس کے پاس لایا اور کہا کہ آپ نے سرعام میری تعریف کر کے

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of: GOLD & DIAMOND JEWELLERY
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R)220260 Fax220063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

مجھے محروم ثواب آخرت کیا، اس لئے میں نے یہ بہانہ کیا۔ اب یہ روپیہ آپ کا ہے، لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں۔ بزرگ رو پڑا۔ اور کہا کہ اب تو قیامت تک مورد لعن طعن ہوا، کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے۔

ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک بدمعاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے، اسی طرح ایک متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھ لے۔ سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں، لیکن بہرحال تقویٰ کے لئے تکلف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اس جنگ سے باہر ہے۔ جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر اوپر ریاء کا ذکر کیا ہے جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے"۔

ریاء اور حلم کا جنگ

ریاء اور حلم کی جنگ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

"بسا اوقات ریاء اور حلم کا جنگ ہو جاتا ہے۔ کبھی انسان کا غصہ کتاب اللہ کے برخلاف ہوتا ہے۔ گالی سن کر اس کا نفس جوش مارتا ہے تقویٰ اس کو سکھلاتا ہے کہ وہ غصہ کرنے سے باز رہے۔ جیسے قرآن کہتا ہے ﴿وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (الفرقان: ۷۳) کہ جب وہ لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ ایسا ہی بے صبری کے ساتھ اسے اکثر جنگ کرنا پڑتا ہے۔ بے صبری سے مراد یہ ہے کہ اس کو راہ تقویٰ میں اس قدر دقتوں کا مقابلہ ہے کہ مشکل سے وہ منزل مقصود پر پہنچتا ہے، اس لئے بے صبر ہو جاتا ہے مثلاً ایک کنواں پچاس ہاتھ تک کھودنا ہے۔ اگر دو چار ہاتھ کے بعد کھودنا چھوڑ دیا جائے، تو محض یہ ایک بدظنی ہے۔ اب تقویٰ کی شرط یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دیئے، ان کو اخیر تک پہنچائے اور بے صبر نہ ہو جاوے۔

پھر فرمایا:

"راہ سلوک میں مبارک قدم دو گروہ ہیں۔ ایک دین العجائز والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں۔ مثلاً احکام شریعت کے پابند ہو گئے اور نجات پا گئے۔ دوسرے وہ جنہوں نے آگے قدم مارا۔ ہرگز نہ تھکے اور چلتے گئے، حتیٰ کہ منزل مقصود تک پہنچ گئے، لیکن نامراد وہ فرقہ ہے کہ دین العجائز سے تو قدم آگے رکھا، لیکن منزل سلوک کو طے نہ کیا، وہ ضرور دہریہ ہو جاتے ہیں۔ جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نمازیں بھی پڑھتے رہے۔ چلہ کشیاں بھی کیں، لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا۔ جیسے ایک شخص منصور مسیح نے بیان کیا کہ اس کی عیسائیت کا باعث یہی تھا کہ وہ مرشدوں کے پاس گیا، چلہ کشی کرتا رہا، لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا، تو بدظن ہو کر عیسائی ہو گیا"۔

"سو جو لوگ بے صبری کرتے ہیں، وہ شیطان کے قبضہ میں آ جاتے ہیں۔ سو متقی کو بے صبری کے ساتھ بھی جنگ ہے۔ بوستان میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مردود و مخذول ہے۔ ایک دفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ اگر ملعون ہوں تو ملعون ہی سہی۔ غنیمت ہے کہ مجھ کو ملعون تو کہا جاتا ہے۔ ابھی یہ باتیں مرید سے ہو ہی رہی تھیں کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے۔ سو یہ سب صدق وصبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے۔

کامیابی استقامت پر موقوف ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"یہ جو فرمایا ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ۶۹) یعنی ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پا دیں گے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس راہ میں پیمبر کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا ہوگا۔ ایک دو گھنٹے کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں۔ بلکہ جان دینے کے لئے تیار رہنا اس کا کام ہے سو متقی کی نشانی استقامت ہے۔ جیسے کہ فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ (حم السجدہ: ۳۱) یعنی جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے اور استقامت دکھائی اور ہر طرف سے منہ پھیر کر اللہ کو ڈھونڈا۔ مطلب یہ کہ کامیابی استقامت پر موقوف ہے اور وہ اللہ کو پہچاننا اور کسی ابتلاء اور زلازل اور امتحان سے نہ ڈرنا ہے۔ ضرور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مورد مخاطبہ ومکالمہ الٰہی انبیاء کی طرح ہوگا۔

ولی بننے کے لئے ابتلا ضروری ہیں

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچ جائیں اور واصلین سے ہو جاویں۔ ایسے لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں۔ وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں۔ یہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جا کر صدہا ولی فی الفور بن گئے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے ﴿اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ﴾ (العنکبوت: ۳) یعنی کیا لوگ یہ گمان کر بیٹھے ہیں کہ یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے، وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور آزمائے نہیں جائیں گے؟ جب تک انسان آزمایا نہ جاوے فتن میں نہ ڈالا جاوے، وہ کب ولی بن سکتا ہے۔

ایک مجلس میں بایزیدؒ وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا۔ کیونکہ وہ لوگ عیش وعشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں۔ ﴿وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ﴾ (آل عمران: ۱۴۱) یعنی اور یہ وہ ایام ہیں جنہیں ہم لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحب خوارق آ گیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے"۔ اب بھی بعض لوگوں میں یہ نقص پایا جاتا ہے کہ فلاں کا علم ہمارے سے کم ہے اور اس کو فلاں عہدہ ملا ہوا ہے اور ہم سے کوئی خدمت نہیں لی جا رہی۔

بہرحال فرماتے ہیں "یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزیدؒ پر ظاہر کیں تو انہوں نے قصے کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لیمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں، جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا، زمین میں مخفی رہا، خاکسار ہوا۔ پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔ کولہو میں پیسا گیا۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب وشدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ وتزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا۔ قرآن شریف کو دیکھو کہ خدا کس طرح تم پر راضی ہو، جب تک نبیوں کی طرح تم پر مصائب وزلازل نہ آویں، جنہوں نے بعض وقت تنگ آ کر یہ بھی کہہ دیا ﴿حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ (البقرۃ: ۲۱۵) یہاں تک کہ رسول اور وہ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے پکار اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ سنو! یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔ اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے پھر خدا نے ان کو قبول کیا۔

ایمان بالغیب

ایمان بالغیب کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ تقویٰ جیسا کہ مَیں بیان کر آیا ہوں کسی قدر تکلف کو چاہتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرہ: ۳،۴) یعنی ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اس میں ایک تکلف ہے مشاہدہ کے مقابل ایمان بالغیب لانا ایک قسم کے تکلف کو چاہتا ہے سو متقی کے لئے ایک حد تک تکلف ہے کیونکہ جب وہ صالح کا درجہ حاصل کرتا ہے تو پھر غیب اس کے لئے غیب نہیں رہتا کیونکہ صالح کے اندر سے ایک نہر کھلتی ہے جو اس میں سے نکل کر خدا تک پہنچتی ہے وہ خدا اور اس کی محبت کو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے کہ ﴿مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى﴾ (بنی اسرائیل: ۷۳) کہ جو اِس دنیا میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ اسی سے ظاہر ہے کہ جب تک انسان پوری روشنی اسی جہان میں نہ حاصل کر لے وہ کبھی خدا کا منہ نہ دیکھے گا۔ سو متقی کا یہی کام ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے سرمے تیار کرتا رہے جس سے اس کا روحانی نزول الماء دور ہو جائے۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ متقی شروع میں اندھا ہوتا ہے۔ مختلف کوششوں اور تزکیوں سے وہ نور حاصل کرتا ہے۔ پس جب سوجاکھا ہو گیا اور صالح بن گیا پھر ایمان بالغیب نہ رہا اور تکلف بھی ختم ہو گیا۔ جیسے کہ رسول اکرم ﷺ کو بِرَایِ الْعَیْنِ اسی عالم میں بہشت و دوزخ وغیرہ سب کچھ مشاہدہ کرایا گیا جو متقی کو ایک ایمان بالغیب کے رنگ میں ماننا پڑتا ہے وہ تمام آپ کے مشاہدہ میں آ گیا۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ متقی اگرچہ اندھا ہے اور تکلف کی تکلیف میں ہے لیکن صالح ایک دارالامان میں آ گیا ہے اور اس کا نفس نفس مطمئنہ ہو گیا ہے متقی اپنے اندر ایمان بالغیب کی کیفیت رکھتا ہے وہ اندھا دھند طریق سے چلتا ہے اس کو کچھ خبر نہیں ہر ایک بات پر اس کا ایمان بالغیب ہے یہی اس کا صدق ہے اور اس صدق کے مقابل خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ فلاح پائے گا ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (البقرہ: ۶)۔

اقامتِ صلوٰۃ

پھر نماز کے قیام کے بارہ میں آپؑ فرماتے ہیں:

"اس کے بعد متقی کی شان میں آیا ہے ﴿وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ (البقرہ: ۴) یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتا ہے یہاں لفظ کھڑی کرنے کا آیا ہے یہ بھی اس تکلف کی طرف اشارہ کرتا ہے جو متقی کا خاصہ ہے یعنی جب وہ نماز شروع کرتا ہے تو طرح طرح کے وساوس کا اسے مقابلہ ہوتا ہے جن کے باعث اس کی نماز گویا بار بار گری پڑتی ہے جس کو اس نے کھڑا کرنا ہے۔ جب اس نے اَللّٰهُ اَكْبَر کہا تو ایک ہجوم وساوس ہے جو اس کے حضور قلب میں تفرق ڈال رہا ہے وہ ان سے کہیں کا کہیں پہنچ جاتا ہے، پریشان ہوتا ہے، ہرچند حضور و ذوق کے لئے لڑتا مرتا ہے لیکن نماز جو گری پڑتی ہے بڑی جان کنی سے اسے کھڑا کرنے کے فکر میں ہے۔ بار بار ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ کہہ کر نماز کے قائم کرنے کے لئے دعا مانگتا ہے اور ایسے ﴿اَلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی ہدایت چاہتا ہے جس سے اس کی نماز کھڑی ہو جائے۔ ان وساوس کے مقابل میں متقی ایک بچہ کی طرح ہے جو خدا کے آگے گڑگڑاتا ہے روتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ﴿اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ (الاعراف: ۱۷۷) ہو رہا ہوں (یعنی زمین کی طرف جھک گیا)۔ سو یہی وہ جنگ ہے جو متقی کو نماز میں نفس کے ساتھ کرنی ہوتی ہے اور اسی پر ثواب مترتب ہوگا۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو نماز میں وساوس کو فی الفور دور کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ﴿وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ کی منشاء کچھ اور ہے۔ کیا خدا نہیں جانتا؟ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا قول ہے کہ ثواب اس وقت تک ہے جب تک مجاہدات ہیں اور جب مجاہدات ختم ہوئے تو ثواب ساقط ہو جاتا ہے۔ گویا صوم و صلوٰۃ اس وقت تک اعمال ہیں جب تک ایک جدوجہد سے وساوس کا مقابلہ ہے لیکن جب ان میں ایک اعلیٰ درجہ پیدا ہو گیا اور صاحب صوم وصلوٰۃ تقویٰ کے تکلف سے بچ کر صلاحیت سے رنگین ہو گیا تو اب صوم وصلوٰۃ اعمال نہیں رہے۔ اس موقعہ پر انہوں نے سوال کیا کہ کیا اب نماز معاف ہو جاتی ہے؟ کیونکہ ثواب تو اس وقت تھا جس وقت

تک تکلف کرنا پڑتا تھا۔ سو بات یہ ہے کہ نماز اب عمل نہیں بلکہ ایک انعام ہے۔ یہ نماز اس کی ایک غذا ہے جو اس کے لئے قرۃ العین ہے۔ یہ گویا نقد بہشت ہے۔

مقابل میں وہ لوگ جو مجاہدات میں ہیں وہ کشتی کر رہے ہیں اور یہ نجات پاچکا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا سلوک جب ختم ہوا تو اس کے مصائب بھی ختم ہو گئے مثلاً ایک مخنث اگر یہ کہے کہ وہ کبھی کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا تو وہ کونسی نعمت یا ثواب کا مستحق ہے۔ اس میں تو صفت بدنظری ہے ہی نہیں، لیکن اگر ایک مرد صاحب رجولیت ایسا کرے تو ثواب پائے گا۔ اسی طرح انسان کو ہزاروں مقامات طے کرنے پڑتے ہیں۔ بعض بعض امور میں اس کی مشاقی اس کو قادر کر دیتی ہے۔ نفس کے ساتھ اس کی مصالحت ہوگئی اب وہ ایک بہشت میں ہے لیکن وہ پہلا سا ثواب نہیں رہے گا۔ وہ ایک تجارت کر چکا ہے جس کا وہ نفع اٹھا رہا ہے، لیکن پہلا رنگ نہ رہے گا۔ انسان میں ایک فعل تکلف سے کرتے کرتے طبیعت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک شخص جو طبعی طور سے لذت پاتا ہے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ اس کام سے ہٹایا جاوے۔ وہ طبعاً یہاں سے ہٹ نہیں سکتا۔ سو اِتِّقَا اور تقویٰ کی حد تک پورا انکشاف نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک قسم کا دعویٰ ہے۔

تو یہاں ان لوگوں کی بھی تسلی ہو جانی چاہئے جو گھبرا گھبرا کر لکھ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں نماز میں سرور نہیں آتا، توجہ نہیں پیدا ہوتی جو ہم چاہتے ہیں۔ اور بار بار ہماری توجہ اس طرف سے پھر رہی ہوتی ہے۔ بار بار ہم اپنی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ خوفزدہ ہو رہے ہوتے ہیں کہ شیطان ہم پر غلبہ پا رہا ہے۔ تو مستقل مزاجی شرط ہے۔ یہ طریق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سکھا دیا ہے۔ اس پر قائم رہیں تو اس وقت نمازوں میں سرور بھی آنا شروع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

انفاق من رزق اللہ

پھر جو اللہ تعالیٰ نے رزق دیا اس کو کس طرح خرچ کرنا ہے اس بارہ میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

''اس کے بعد متقی کی شان میں ﴿وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرہ:۴) آیا ہے (یعنی اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں)۔ یہاں متقی کے لئے مِمَّا کا لفظ استعمال کیا کیونکہ اس وقت وہ ایک اعمیٰ کی حالت میں ہے اس لئے جو خدا نے اس کو دیا اس میں سے کچھ خدا کے نام کا دیا۔ حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ رکھتا تو دیکھ لیتا کہ اس کا کچھ بھی نہیں سب کچھ خدا تعالیٰ کا ہی ہے۔ یہ ایک حجاب تھا جو اِتِّقَا میں لازمی ہے اس حالت اِتِّقَا کے تقاضے نے متقی سے خدا کے دیئے میں سے کچھ دلوایا۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایام وفات میں دریافت فرمایا کہ گھر میں کچھ ہے؟ معلوم ہوا کہ ایک دینار تھا۔ فرمایا کہ یہ سیرت یگانگت سے بعید ہے کہ ایک چیز بھی اپنے پاس رکھی جاوے۔ رسول اکرم ﷺ اِتِّقَا کے درجہ سے گزر کر صلاحیت تک پہنچ چکے تھے، اس لئے مِمَّا ان کی شان میں نہ آیا، کیونکہ وہ شخص اندھا ہے جس نے کچھ اپنے پاس رکھا اور کچھ خدا کو دیا، لیکن یہ لازمۂ متقی تھا کیونکہ خدا کی راہ میں دینے سے بھی اسے نفس کے ساتھ جنگ تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کچھ دیا اور کچھ رکھا۔ ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ خدا کی راہ میں دے دیا اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔

یہاں بھی قرآن کریم نے جو انسان کو تمام مراحل ترقی کے طے کرانے آیا ہے۔ اتقا سے شروع کیا ہے۔ یہ ایک تکلف کا راستہ ہے۔ یہ ایک خطرناک میدان ہے۔ اس کے ہاتھ میں تلوار ہے اور مقابل بھی تلوار ہے۔ اگر بچ گیا تو نجات پا گیا وَ اِلَّا اَسْفَلُ السَّافِلِيْنَ میں پڑ گیا۔ چنانچہ یہاں متقی کی صفات میں یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ ہم دیتے ہیں اسے سب کا سب خرچ کر دیتا ہے متقی میں اس قدر ایمانی طاقت نہیں ہوتی جو نبی کی شان ہوتی ہے کہ وہ ہمارے ہادیٔ کامل کی طرح کل کا کل خدا کا دیا ہوا خدا کو دے دے۔ اسی لئے پہلے مختصر سا ٹیکس لگایا گیا تا کہ چاشنی چکھ کر زیادہ ایثار کے لئے تیار ہو جاوے۔

اب جماعت پر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر مالی قربانی کے اس نقطہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آج کئی ایسے احمدی مل جاتے ہیں جو مستقل مالی قربانیوں کے علاوہ لاکھوں کروڑوں روپے خلیفۂ وقت کو پیش کر رہے ہوتے ہیں کہ جہاں چاہیں خرچ کر لیں جبکہ دوسرے اپنی عیاشیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک ایک شخص کے پاس شاید سینکڑوں امیر ترین احمدیوں کے پیسوں کے مقابلہ میں بھی بہت زیادہ پیسہ ہوگا لیکن خدا کی راہ میں ایک احمدی کی قربانی کا شاید ہزارواں بلکہ لاکھواں حصہ بھی وہ خرچ نہیں کر سکتے۔ پس جس فکر اور دعا سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو اس قربانی کی طرف توجہ دلائی ہے اس کام کو، اس تعلیم کو ہم نے آگے چلانا ہے، آگے بڑھانا ہے۔ ہمارا بھی یہ فرض ہے کہ اپنی نسلوں میں بھی اس ذکر اور دعا کو فکر کے ساتھ قربانی کے معیار کو جاری کریں اور قائم رکھیں بلکہ بڑھائیں کیونکہ زندہ قومیں اپنا قدم آگے بڑھاتی ہیں۔

رزق سے مراد

پھر آپ فرماتے ہیں کہ رزق سے کیا مراد ہے۔ ﴿وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرہ:۴) (یعنی اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں)۔ رزق سے مراد صرف مال نہیں بلکہ جو کچھ ان کو عطا ہوا۔ علم، حکمت، طبابت۔ یہ سب رزق میں ہی شامل ہے۔ اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرنا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

اس کے بعد متقی کے لئے فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ﴾ (البقرہ:۵) یعنی وہ متقی ہوتے ہیں جو پہلی نازل شدہ کتب پر اور تجھ پر جو کتاب نازل ہوئی اس پر ایمان لاتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ امر بھی تکلف سے خالی نہیں۔ ابھی تک ایمان ایک محجوبیت کے رنگ میں ہے۔ متقی کی آنکھیں معرفت اور بصیرت کی نہیں۔ اس نے تقویٰ سے شیطان کا مقابلہ کر کے ابھی تک ایک بات کو مان لیا ہے۔ یہی حال اس وقت ہماری جماعت کا ہے۔ انہوں نے بھی تقویٰ سے مانا تو ہے پر ابھی تک وہ نہیں جانتے کہ یہ جماعت کہاں تک نشوونما الٰہی ہاتھوں سے پانے والی ہے۔ سو یہ ایک ایمان ہے جو بالآخر فائدہ رساں ہوگا۔

یقین کا لفظ جب عام طور پر استعمال ہو تو اس سے مراد اس کا ادنیٰ درجہ ہوتا ہے یعنی علم کے تین مدارج میں سے ادنیٰ درجہ کا علم یعنی علم الیقین۔ اس درجہ پر اِتِّقَا والا ہوتا ہے مگر بعد اس کے عین الیقین اور حق الیقین کا مرتبہ بھی تقویٰ کے مراحل طے کرنے کے بعد حاصل کر لیتا ہے''۔

فرمایا: ''تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں۔ اس کے ذریعہ سے ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جو انسان کی ہر ایک اندرونی طاقت وقوت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں۔ یہ تمام قوتیں نفس امارہ کی حالت میں انسان کے اندر شیطان ہیں اگر اصلاح نہ پائیں گی تو انسان کو غلام کر لیں گی۔ علم و عقل ہی برے طور پر استعمال ہو کر شیطان ہو جاتے ہیں۔ متقی کا کام ان کی اور ایسا ہی اور دیگر کل قویٰ کی تعدیل کرنا ہے۔

سچے مذہب کی نشانی

سچے مذہب کی کیا نشانی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''سچا مذہب انسانی قویٰ کا مربی ہوتا ہے۔ ایسا ہی جو لوگ انتقام، غضب یا نکاح کو ہر حال میں برا مانتے ہیں، وہ بھی صحیفۂ قدرت کے مخالف ہیں اور قویٰ انسانی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ سچا مذہب وہی ہے جو انسانی قویٰ کا مربی ہو، نہ کہ ان کا استیصال کرے۔ رجولیت یا غضب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے فطرت انسانی میں رکھے گئے ہیں ان کو چھوڑنا خدا کا مقابلہ کرنا ہے جیسے تارک الدنیا ہونا یا راہب بن جانا۔ یہ تمام امور حق العباد کو تلف کرنے والے ہیں اگر یہ امر ایسا ہی ہوتا تو گویا اس خدا پر اعتراض ہے جس نے یہ قویٰ ہم میں پیدا کئے۔ پس ایسی تعلیمات جو انجیل میں ہیں اور جن سے قویٰ کا استیصال لازم آتا ہے ضلالت تک پہنچاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی تعدیل کا حکم دیتا ہے ضائع کرنا پسند نہیں کرتا۔ جیسے فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ...... الخ﴾ (النحل:۹۱) یعنی یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے۔ عدل ایک ایسی چیز ہے جس سے سب کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ حضرت مسیح کا یہ تعلیم دینا کہ اگر تو بری آنکھ سے دیکھے تو آنکھ نکال ڈال۔ اس میں بھی قویٰ کا استیصال ہے کیونکہ ایسی تعلیم نہ دی کہ تو غیر محرم عورت کو ہرگز نہ دیکھ مگر برخلاف اس کے اجازت دی کہ دیکھ تو ضرور لیکن زنا کی آنکھ سے نہ دیکھ۔ دیکھنے سے تو ممانعت ہے ہی نہیں۔ دیکھے گا تو ضرور، بعد دیکھنے کے دیکھنا چاہئے کہ اس کے قویٰ پر کیا اثر ہوگا۔ کیوں نہ قرآن شریف کی طرح آنکھ کو ٹھوکر والی چیز ہی کے دیکھنے سے روکا اور آنکھ جیسی مفید اور قیمتی چیز کو ضائع کر دینے کا افسوس لگایا۔

اسلامی پردہ سے مراد

اس ضمن میں اسلامی پردہ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

''آجکل پردے پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زنداں نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا، ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں کیوں کر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو، کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہیں بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی، جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں، تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خَلِيْعُ الرَّسَنْ تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں، تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی ہے۔

اب اس ضمن میں ایک اور وضاحت بھی کرتا ہوں۔ یہ اسلامی تعلیم کا جو نقشہ مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا ہے اس پر عمل کرنے کی ہمیں پہلے سے بڑھ کر آج ضرورت ہے جبکہ مادیت کا بہت زور ہے۔ اخلاقی اقدار بالکل ختم ہو چکی ہیں۔ رابطے اتنے بڑھ چکے ہیں کہ مشرق و مغرب کی کوئی تخصیص نہیں رہی۔ اب انٹرنیٹ کو ہی لے لیں جہاں ان کے فوائد ہیں وہاں نقصانات بھی ہیں۔ اب یہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ اتفاقاً رابطہ ہوتا ہے، ایک دوسرے کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ بات چیت شروع ہو جاتی ہے۔ اور پھر اب یہ بھی سہولتیں میسر ہیں کہ ایک دوسرے کی تصویر، حرکات و سکنات بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ غلط قسم کے لڑکے مستقل اپنے کمپیوٹر کے سامنے اس لئے بیٹھے ہوتے ہیں کہ کب کسی معصوم لڑکی سے رابطہ ہو اور پھر اس کو ورغلا کر اس کی زندگی برباد کی جائے۔ کئی واقعات ایسے ہو چکے ہیں۔ لڑکیوں کی اس طرح تصویریں بھیجنا بھی بے پردگی کے زمرے میں آتا ہے۔ تو عموماً دیکھا گیا ہے کہ یہ دوستیاں، یہ رشتے نیک نتائج کے حامل نہیں ہوتے۔ ماں باپ خاندانوں کی بدنامی کا باعث ہی ہوتے ہیں اور کبھی اگر رشتے ہو بھی جائیں تو کامیاب نہیں ہوتے۔ احمدی لڑکوں اور لڑکیوں کو اس سے بہرحال اجتناب کرنا چاہئے، بہت احتیاط کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے جس قدر قویٰ عطا فرمائے، وہ ضائع کرنے کے لئے نہیں دیئے گئے ان کی تعدیل اور جائز استعمال کرنا ہی ان کی نشوونما ہے۔ اسی لئے اسلام نے قوائے رجولیت یا آنکھ کے نکالنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ان کا جائز استعمال اور تزکیہ نفس کرایا۔ جیسے فرمایا ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (المومنون:۲) اور ایسے ہی یہاں بھی فرمایا۔ متقی کی زندگی کا نقشہ کھینچ کر آخر میں بطور نتیجہ یہ کہا۔ ﴿وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (البقرہ:۶) یعنی وہ لوگ جو تقویٰ پر قدم مارتے ہیں۔ ایمان بالغیب لاتے ہیں۔ نماز ڈگمگاتی ہے پھر اسے کھڑا کرتے ہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے سے دیتے ہیں۔ باوجود خطرات نفس بلا سوچے، گزشتہ اور موجودہ کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان بالغیب کی طرف اشارہ ہے۔" اور آخر کار وہ یقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت کے سر پر ہیں۔ وہ ایک ایسی سڑک پر ہیں جو برابر آگے کو جارہی ہے اور جس سے آدمی فلاح تک پہنچتا ہے۔ پس یہی لوگ فلاح یاب ہیں جو منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے اور راہ کے خطرات سے نجات پاچکے ہیں، اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں تقویٰ کی تعلیم دے کر ایک ایسی کتاب ہم کو عطا کی جس میں تقویٰ کے وصایا بھی دیئے۔

اہل تقویٰ کے لئے ایک اہم شرط

سو ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں"۔

"اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے، کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے"۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ:

"میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے، ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے، اس کی دلجوئی کرے، اس کی بات کی عزت کرے، کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ۔ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الحجرات:۱۲) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے، وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کل پانی پیتے ہو، تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (الحجرات:۱۴) یعنی بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا اور ہمیشہ باخبر ہے۔

اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے بن جائیں، آپس میں ایک دوسرے کے لئے عزت و احترام دلوں میں پیدا کرلیں تو سارے جھگڑے ختم ہوجائیں۔ بھائی بھائی کا احترام کرے، خاوند بیوی ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرنے والے اور احترام کرنے والے بن جائیں تو ایک حسین معاشرہ انشاء اللہ قائم ہوجائے گا۔

متقی کون ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت ﷺ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے تو عزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے، لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا ان صدقوں کے باعث جو ان کی فطرت میں تھے۔ یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے، انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی صدق و وفا دیکھئے! آپ نے ہر قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے، لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (الاحزاب:۵۷) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ آپ کی ہمت و صدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں، تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خود حضرت مسیح کے وقت کو دیکھ لیا جاوے کہ ان کی ہمت یا روحانی صدق و وفا کا کہاں تک اثر ان کے پیرووں پر ہوا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایک بدروش کو درست کرنا کس قدر مشکل ہے۔ عادات راسخہ کا گونا کیسا محالات سے ہے، لیکن ہمارے مقدس نبی ﷺ نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا، جو حیوانوں سے بدتر تھے۔ بعض، ماؤں اور بہنوں میں حیوانوں کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے، مُردوں کا مال کھاتے۔ بعض ستارہ پرست، بعض دہریہ، بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرہ عرب کیا تھا ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا"۔

نبی کریم کا عظیم الشان معجزہ

"ہمارے نبی اکمل کی برکات جس قدر ظہور میں آئیں اگر تمام خوارق کو الگ کر دیا جائے تو صرف آپ کی اصلاح ہی ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔ اگر کوئی اس حالت پر غور کرے، جب آپ آئے۔ پھر اس حالت کو دیکھے، جو آپ چھوڑ گئے تو اس کو ماننا پڑے گا کہ یہ اثر بذات خود ایک اعجاز تھا، اگرچہ کل انبیاء عزت کے قابل ہیں لیکن ﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (الجمعہ:۵) یعنی یہ اللہ کا فضل ہے، وہ اُس کو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لاتے تو نبوت تو درکنار خدائی کا ثبوت بھی اس طرح نہ ملتا۔ آپ ہی کی تعلیم سے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ (الاخلاص) کا پتہ لگا۔ یعنی تو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

اگر توریت میں کوئی ایسی تعلیم ہوتی اور قرآن مجید اس کی تصریح ہی کرتا تو نصاریٰ کا وجود ہی کیوں ہوتا۔

آپ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں سب سچائیاں ہیں۔ غرض قرآن شریف نے جس قدر تقویٰ کی راہیں بتلائیں اور ہر طرح کے انسانوں اور مختلف عقل والوں کی پرورش کرنے کے طریق سکھلائے ایک جاہل، عالم اور فلسفی کی پرورش کے راستے ہر طبقے کے سوالات کے جوابات غرضیکہ کوئی فرقہ نہ چھوڑا، جس کی اصلاح کے طریق نہ بتائے۔ یہ ایک صحیفہ قدرت تھا۔ جیسے کہ فرمایا ﴿فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾ (البینہ:۴) یہ وہ صحیفے ہیں، جن میں کل سچائیاں ہیں۔ یہ کیسی مبارک کتاب ہے کہ اس میں سب سامان اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کے موجود ہیں۔

مسیح و مہدی

فرماتے ہیں:

"لیکن افسوس ہے کہ جیسے حدیث میں آیا ہے کہ ایک درمیانی زمانہ آوے گا جو فیج اعوج ہے"۔ یعنی بگڑے ہوئے لوگوں کا زمانہ۔" یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک میرا زمانہ برکت والا ہے ایک آنے والے مسیح و مہدی کا۔ مسیح و مہدی کوئی دو الگ اشخاص نہیں ان سے مراد ایک ہی ہے مہدی ہدایت یافتہ سے مراد ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مسیح مہدی نہیں۔ مہدی مسیح ہو یا نہ ہو لیکن مسیح کے مہدی ہونے سے انکار کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ اصل میں اللہ تعالیٰ نے یہ دو الفاظ سب و شتم کے مقابل بطور ذب کے رکھے ہیں کہ وہ کافر، ضال، مضل نہیں۔ بلکہ مہدی ہے چونکہ اس کے علم میں تھا کہ آنے والے مسیح و مہدی کو دجال و گمراہ کہا جائے گا، اس لئے اس کو مسیح و مہدی کہا گیا دجال کا تعلق ﴿اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ﴾ (الاعراف:۱۷۷) سے تھا اور مسیح کا رفع آسمانی ہونا تھا۔ سو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا اس کی تکمیل دو ہی زمانوں میں ہونی تھی۔ ایک آپ کا زمانہ اور ایک آخری مسیح و مہدی کا زمانہ۔ یعنی ایک زمانہ میں تو قرآن اور سچی تعلیم نازل ہوئی لیکن اس تعلیم پر فیج اعوج کے زمانہ نے پردہ ڈال دیا۔ جس پردہ کا اٹھایا جانا مسیح کے زمانہ میں مقدر تھا۔ جیسے کہ فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک تو موجودہ جماعت یعنی جماعت صحابہ کرامؓ کا تزکیہ کیا اور ایک آنے والی جماعت کا جس کی شان میں ﴿لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (الجمعہ:۴) آیا ہے یعنی جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ یہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے بشارت دی کہ ضلالت کے وقت اللہ تعالیٰ اس دین کو ضائع نہ کرے گا۔ بلکہ آنے والے زمانہ میں خدا تعالیٰ حقائق قرآنیہ کو کھول دے گا۔ آثار میں ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ فضیلت ہوگی کہ وہ قرآنی فہم اور معارف کا صاحب ہوگا اور صرف قرآن سے استنباط کر کے لوگوں کو ان کی غلطیوں سے متنبہ کرے گا جو حقائق قرآن کی ناواقفیت سے لوگوں میں پیدا ہوگئی ہوں گی۔

جہاد کی حقیقت

اب جہاد کی حقیقت کے بارہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ بعض مصالح کے رو سے ایک فعل کرتا ہے اور آئندہ جب وہ فعل معرض اعتراض ٹھہرتا ہے تو پھر وہ فعل نہیں کرتا۔ اولاً ہمارے رسول اکرم ﷺ نے کوئی تلوار نہ اٹھائی مگر ان کو سخت سے سخت تکالیف برداشت

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون: 629443

کرنی پڑیں۔ تیرہ سال کا عرصہ ایک بچے کو بالغ کرنے کے لیے کافی ہے اور حضرت مسیح کی میعاد تو اگر اس میعاد میں سے دس نکال دیں تو پھر بھی کافی ہوتی ہے۔ غرض اس لمبے عرصے میں کوئی یا کسی رنگ کی تکلیف نہ تھی جو اٹھانی نہ پڑی ہو۔ آخرکار وطن سے نکلے تو تعاقب ہوا دوسری جگہ پناہ لی، تو دشمن نے وہاں بھی نہ چھوڑا جب یہ حالت ہوئی تو مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے بچانے کے لیے حکم ہوا۔ ﴿اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ۔ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ﴾ (الحج ۴۰:۴۱) کہ جن لوگوں کے ساتھ لڑائیاں خواہ مخواہ کی گئیں اور گھروں سے ناحق نکالے گئے، صرف اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ سو یہ ضرورت تھی کہ تلوار اٹھائی گئی۔ وَالا آنحضرت کبھی تلوار نہ اٹھاتے۔ ہاں ہمارے زمانہ میں ہمارے برخلاف قلم اٹھائی گئی ہے، قلم سے ہم کو اذیت دی گئی اور سخت ستایا گیا، اس لئے اس کے مقابل پر قلم ہی ہمارا حربہ ہے''۔

جماعت کے لئے نصیحت

جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے، اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے۔ اہل بیت زیادہ مؤاخذہ کے لائق تھے۔ وہ لوگ جو دور ہیں، وہ قابل مؤاخذہ نہیں، لیکن تم ضرور ہو۔ اگر تم میں ان پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں، تو تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں کے زیرِ نظر ہو۔ وہ لوگ گورنمنٹ کے جاسوسوں کی طرح تمہاری حرکات و سکنات کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ جب مسیح کے ساتھی صحابہؓ کے ہمدوش ہونے لگے ہیں، تو کیا آپ ویسے ہیں؟ جب آپ لوگ ویسے نہیں، تو قابل گرفت ہیں۔ گو یہ ابتدائی حالت ہے لیکن موت کا کیا اعتبار ہے۔ موت ایک ایسا ناگزیر امر ہے جو ہر شخص کو پیش آتا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو پھر آپ کیوں غافل ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ سے تعلق نہیں رکھتا، تو یہ امر دوسرا ہے، لیکن جب آپ میرے پاس آئے، میرا دعویٰ قبول کیا اور مجھے مسیح مانا، تو گویا من وجہ آپ نے صحابہ کرامؓ کے ہمدوش ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تو کیا صحابہؓ نے کبھی صدق و وفا پر قدم مارنے سے دریغ کیا، ان میں کوئی کسل تھا، کیا وہ دل آزار تھے؟ کیا ان کو اپنے جذبات پر قابو نہ تھا؟ کیا وہ منکسر المزاج نہ تھے، بلکہ ان میں پرلے درجہ کا انکسار تھا۔ سو دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی ویسی ہی توفیق عطا کرے کیونکہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو اور اگر بچہ کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ، تو گھبراؤ نہیں۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ وہ پہلے کیا تھے۔ ایک کسان کی تخم ریزی کی طرح تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے آبپاشی کی۔ آپ نے ان کے لئے دعائیں کیں۔ بیج صحیح تھا اور زمین عمدہ تو اس آبپاشی سے پھل عمدہ نکلا جس طرح حضور علیہ السلام چلتے اسی طرح وہ چلتے وہ دن کا یا رات کا انتظار نہ کرتے تھے تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو، کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دعا کرے گا اور عملی طور پر التجاء خدا کے سامنے لائے گا اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کو کیا کوئی ولی بننا ہے؟ افسوس انہوں نے کچھ قدر نہ کی۔ بے شک انسان نے (خدا کا) ولی بننا ہے۔ اگر وہ صراط مستقیم پر چلے گا تو خدا بھی اس کی طرف چلے گا۔ اور پھر ایک جگہ پر اس کی ملاقات ہوگی۔ اس کی اس طرف حرکت خواہ آہستہ ہوگی لیکن اس کے مقابل خدا تعالیٰ کی حرکت بہت جلد ہوگی، چنانچہ یہ آیت اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ...... الخ﴾ (العنکبوت: ۷۰) یعنی وہ لوگ جو ہمارے بارے میں کوشش کرتے ہیں، ہم ضرور انہیں اپنی راہوں کی طرف ہدایت دیں گے۔ سو جو جو باتیں میں نے تمہیں وصیت کی ہیں ان کو یاد رکھو کہ ان ہی پر مدار نجات ہے۔ تمہارے معاملات خدا اور خلق کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جن میں رضاء الٰہی مطلق ہی ہو۔ پس اس سے تم نے ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ...... الخ﴾ کے مصداق بننا ہے۔ یعنی انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی اسے مبعوث کیا ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے۔

اب آخر میں ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں حسب روایت حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس جلسے سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔'' (شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۹۴)

پھر فرمایا: ''اس جلسے کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلے کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ قومیں اس میں شامل ہو رہی ہیں پس ان کی تربیت کے لئے ہم، جن پر ایک عرصہ احمدیت پر قائم رہتے ہوئے ہو گیا ہے، ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ اپنی اصلاح کی زیادہ کوشش کریں، تقویٰ پر قائم ہوں تا کہ ان آنے والوں کی بھی صحیح تربیت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم میں سے ہر ایک جو اس جلسہ میں شامل ہے یا جو دنیا میں کہیں بھی اس جلسہ کی کاروائی کو سن رہا ہے وہ گواہی دے کہ اے مسیح آخر الزمان اللہ تعالیٰ نے اسلام کی جس حسین تعلیم کو آنحضرت ﷺ پر اتارا تھا اور آپ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق جس طرح ہماری اصلاح کے لئے .... آپ نے اس تعلیم کو ہم تک پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ .... اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس خوبصورت تعلیم کو آپ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق، جو..... مسیح موعود ہیں اور حکم و عدل ہیں دنیا کے کونے کونے تک پہنچاتے چلے جائیں اور تمام دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے اکٹھا کر دیں۔ جلسہ کے ان ایام میں جب کہ آپ محض دینی اغراض کے لئے اکٹھا ہوئے ہیں مکمل طور پر جلسہ کے پروگراموں سے فائدہ اٹھائیں۔ ہر تقریر میں ہر خطاب میں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوتی ہے جو علم میں تقویٰ میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ ان دنوں میں ذکر الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر رکھیں، دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جلسہ کی حقیقی برکات سے فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا فرمائی۔

یاد رفتگاں

استاذی المکرّم محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب

محترم مولانا صاحب مرحوم سے درویشی دور کے ابتداء میں تعارف ہوا۔ جبکہ ہم ایک کمرہ میں رہتے تھے اس وقت مدرسہ احمدیہ کے کچے کمرہ میں رہتے تھے۔ بعد میں ہمارا تعلق اُستاد شاگرد کا ہو گیا یہ دور بھی ایک عجیب قسم کا روحانی دور تھا۔ سوائے صحابہ کرام کے جن کو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم نوجوان درویشان کو مقدس صحبت سے مستفید ہونے کیلئے بھیجا تھا سب درویش نوجوان اور ہم عمر تھے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ نے مبلغین کی ایک کلاس میں درویشان کو بھی شامل کر رکھا تھا ان کی تعلیم کی تکمیل کیلئے محترم مولانا غلام احمد صاحب ارشد مرحوم کو مقرر فرمایا یہ عاجز بھی بھی اس کلاس میں شامل ہو تا رہا چونکہ دینی تعلیم بالکل کچھ نہ تھی بلکہ نماز کا ترجمہ بھی نہیں آتا تھا اس لئے بعض زیر تعلیم مبلغین سے ابتدائی صرف و نحو اور نماز کا ترجمہ پڑھنا شروع کیا پھر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے علاوہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحبؓ امیر جماعت و ناظر اعلیٰ۔ استاذی المکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی استاذی المکرّم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی۔ استاذی المکرّم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری میرے آخر تک محسن معلم اور مربی رہے ہیں۔ اور اسی زمانہ میں محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب مرحوم میرے مدرسہ احمدیہ کے آخری کورس کے صرف و نحو کے استاد رہے ہیں۔ انہوں نے کبھی کتاب دیکھ کر بالخصوص نحو کا مضمون نہیں پڑھایا ان کو یہ کتابیں زبانی یاد تھیں طبیعت انتہائی نرم اور ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر رہتی تھی۔ اُس دور میں نماز تہجد تو درویشان کے لئے ایک مستقل با جماعت نماز ہوتی تھی بلکہ بیت الدعا میں کئی بار رات ایک بجے جانے پر لائن لگی ہوئی ہوتی تھی چونکہ ایک ہی کمرہ میں رہتے تھے اس لئے کہہ سکتا ہوں کہ مولانا موصوف نہایت عبادت گزار اور دعا گو بزرگ تھے۔ اور انکی نیک صحبت نے اس کمزور انسان کو بھی ایک روحانی ذوق عطا فرمایا ہم اسی عرصہ میں ایک ہی پلیٹ میں کھانا کھاتے تھے۔ مولوی صاحب مرحوم باوجود میرے استاد ہونے کے میرا خیال رکھتے تھے شاید ہی اُس عرصہ میں انہوں نے مجھے چھوڑ کر کھانا کھایا ہو۔ نصف صدی سے زائد کا دور معلوم ہوتا ہے کہ ایک خواب ہوتا جا رہا ہے خود ہماری یادداشتیں اتنی کمزور ہو گئی ہیں کہ لکھتے وقت احساس ہوتا ہے کہ تاریخ کے اس سنہری دور کے متعلق بھول نہ ہو جائے۔ اب کسی درویش کی وفات کا علم ہوتا ہے تو ایک ٹیس سی پیدا ہوتی ہے کیونکہ اب تو تقریباً 50 کے قریب مقامات مقدسہ کے یہ دربان باقی رہ گئے ہیں اب جانے والے اس طرح یاد آتے ہیں کہ اپنے عزیز و اقارب بلکہ اپنے بچے بھول جاتے ہیں لاریب۔ منهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر

میرے مرحوم مغفور بھائی جناب چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ہر درویش کی وفات پر ''وہ پھول جو مرجھا گئے'' کے عنوان سے بعض یادداشتوں کو تازہ کر دیتے تھے۔ اور ان کے بعد محترم چوہدری بدر الدین صاحب عامل جب سے بیمار ہوئے پھر یہ باب ختم ہوتا نظر آ رہا ہے۔ بس یہ دونوں بھائی تو قلم کے ادیب تھے۔ اب اگر میرے جیسا ہمت کرے تو ہر سطر میں کئی غلطیاں کر جاتا ہے جسکی معافی چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ان جانے والوں پر اللہ تعالیٰ ہزار ہزار رحمتیں نازل کرے اور ان کی قربانیوں کو قبول فرماوے اور ہم جو باقی رہ گئے ہیں ہمارا انجام بخیر کرے۔ آمین

(چوہدری مبارک علی درویش قادیان حال مقیم ایڈمنٹن کینیڈا)

جلسہ سالانہ لندن کا آنکھوں دیکھا حال

مورخہ 17 راگست کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ قادیان میں مجلس انصار اللہ حلقہ مبارک کے تحت ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا جس میں جلسہ سالانہ برطانیہ کا آنکھوں دیکھا حال اور تاثرات بیان کئے گئے امسال جلسہ سالانہ لندن میں مرکز احمدیت قادیان سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و محترمہ امۃ القدوس صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ صاحب، محترم بشیر احمد صاحب کالا افغاناں درویش۔ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر بدر و نائب ناظر نشرو اشاعت۔ مکرم مظفر احمد صاحب ظفر کارکن نظارت دعوت الی اللہ قادیان، مکرم اطہر الحق صاحب ایڈیشنل ناظم تعمیرات قادیان اور مکرم مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مبلغ بھوٹان کو بحیثیت نمائندہ لندن جلسہ میں جانے کا موقعہ ملا جبکہ حیدر آباد سے مکرم عارف قریشی صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد بھی بحیثیت نمائندہ جلسہ میں شریک ہوئے۔

جلسہ کی صدارت محترم بشیر احمد صاحب کالا افغاناں نے کی تلاوت مکرم مولوی عبد الوکیل صاحب نیاز نے کی اور عہد انصار اللہ مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب زعیم مجلس انصار اللہ حلقہ مبارک نے دہرایا۔ بعدہ مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے تفصیل سے لندن جلسہ کے حالات اور تاثرات اور ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ آپ نے بتایا کہ ان جلسوں میں اسلئے بلایا جاتا ہے کہ شامل ہونے والوں کو روحانی زندگی حاصل ہو اور واپس آکر دوسروں کو بھی اس زندگی کا فیض پہنچائیں۔ آپ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے اپنی ملاقاتوں اور حضور کی مصروفیات کا دلنشین انداز میں ذکر کیا۔ دوسری تقریر مکرم مظفر احمد صاحب ظفر کی ہوئی آپ نے نہایت اختصار سے اپنے تاثرات بیان کئے اور آخر پر صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔ (کرشن احمد نمائندہ بدر قادیان)

ہندو بھائیوں کے ایک جلسہ میں احمدیہ وفد کی تقاریر

مورخہ ۱۱ راگست ۲۰۰۳ کو شام ۷ بجے سے رات ۱۲ بجے تک ''مہا آشرم'' گاؤں درگ پالی (سنہ) میں سناتن دھرم مادھرم پرپچالنا (الیکھ) کے تحت ایک بڑا جلسہ منعقد کیا گیا۔ جہاں تقریباً پچیس گاؤں سے ڈھائی ہزار مہمان تشریف لائے ہوئے تھے۔ مہمان خصوصی کے طور پر ڈاکٹر ہری داس بھاردواج ایم ایل اے مہندر بہادر سنگھ ایم ایل اے وراجیہ منتری پرندر مشرا (چھتیس گڑھ کانگرس سچیو) اور کئی معزز مہمان آئے ہوئے تھے۔

بفضلہ تعالیٰ وہاں خاکسار حلیم احمد مبلغ سلسلہ و سرکل انچارج سنہ چھتیس گڑھ کے علاوہ ڈاکٹر افضل خان صاحب معلم وقف جدید۔ اور مکرم منور احمد صاحب بدانی معلم وقف جدید بیرون کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ جس میں پہلے خاکسار کی تقریر بعنوان ''انسانیت'' ہوئی اس کے بعد مکرم افضل خان صاحب معلم نے آمد و صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریر کی۔ بعدہ ڈاکٹر ہری داس بھاردواج نے تقریر کی۔ اور اسلام کی صحیح تعلیم کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ خاکسار کی اور افضل خان صاحب دونوں کی تقاریر کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ واقعی ان تقاریر کی آج دنیا کے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

ہری داس بھاردواج صاحب کو جو کہ ایم ایل اے ہیں خاکسار نے جماعتی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا ڈاکٹر افضل خان صاحب نے موجود تمام احباب کو لٹریچر تقسیم کیا دوسرے گاؤں سے آئے ہوئے اس دھرم کے مہمانوں نے دعوت دی کہ آئندہ جب بھی ہمارے گاؤں میں پروگرام ہوگا آپ کی جماعت والے ضرور آئیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی میں برکت عطا کرے اور احمدیت کو جلد از جلد اس صوبہ میں پھیلانے کا راستہ آسان کردے (آمین) (حلیم احمد مبلغ سلسلہ و سرکل انچارج چھتیس گڑھ)

تصحیح:- مکرمہ منیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی نصیر احمد صاحب بھٹی موصیہ 15230 کا اعلان وصیت مورخہ 22.7.03 کے اخبار بدر کے شمارہ میں شائع ہوا ہے اس میں غلطی سے زوجہ مکرم مولوی نصیر احمد بھٹی صاحب کی جگہ ولد مکرم مولوی نصیر احمد صاحب بھٹی شائع ہو گیا ہے۔ قارئین اسکی تصحیح کرلیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

درخواست دُعا

مکرم محمد اکرم صاحب جماعت احمدیہ بھرتپور سیوان بہار بچوں کے اعلیٰ رنگ میں حصول علم دینی و دنیاوی ترقی روشن مستقبل اور جملہ گھریلو اور ملازمت کی مشکلات کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت بدر 50 روپے۔ (رفیق احمد مالاباری۔ نائب ناظر بیت المال آمد قادیان)

حیدر آباد کی ڈائری

مورخہ 6.7.03 کو مسجد احمدیہ مومن منزل میں بعد نماز فجر ایک تربیتی اجلاس ہوا جس میں تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے تربیتی امور پر توجہ دلائی۔ بعدہ محفل سوال و جواب منعقد ہوئی۔

مورخہ 13.7.03 بعد نماز عصر مسجد احمدیہ مومن منزل میں ایک تربیتی اجلاس رکھا گیا جس کی صدارت محترم عارف قریشی صاحب امیر جماعت حیدر آباد نے کی تلاوت نظم کے بعد مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ انچارج دہلی اور خاکسار نے تقریر کی صدر اجلاس نے بھی تربیتی امور پر روشنی ڈالی۔

مورخہ 20.7.03 کو مسجد احمدیہ فلک نما میں تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم نصرت اللہ صاحب غوری قائم مقام صوبائی امیر آندھرا منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد خاکسار اور مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ دہلی اور صدر اجلاس نے تقریر کی۔ اسی روز مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے زیر اہتمام مسجد احمدیہ فلک نما میں اجتماعی وقار عمل ہوا جس میں کثیر تعداد میں خدام نے حصہ لیا۔

مورخہ 22.7.03 کو بعد نماز عصر احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج میں تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم سیٹھ بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیش منعقد ہوا جس میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ دہلی اور خاکسار نے تقریر کی جس میں مختلف تربیتی امور پر روشنی ڈالی گئی۔

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

مورخہ 13.7.03 کو لجنہ اماء اللہ حیدر آباد نے شاندار پیمانے پر جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا۔ جلسہ کا آغاز صبح ۱۱ بجے محترمہ مریم عظیم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے ہوا محترمہ تہمینہ اقبال صاحبہ نے تلاوت قرآن مجید کی جبکہ نظم محترمہ محمودہ رشید صاحبہ نے پڑھی اجلاس میں سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر محترمہ امۃ القیوم وسیم صاحبہ اور افشاں جبیں، خالدہ سلیم صاحبہ۔ سیما جاوید صاحبہ۔ نعیمہ انور صاحبہ شازیہ طلعت شاہدہ مجیب۔ مریم عظیم صاحبہ اور طاہرہ تنویر صاحبہ نے تقریر کی اور نعت پڑھی۔ اجلاس بعد دوپہر ۳ بجے تک جاری رہا آخر پر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد نے تمام حاضرین جلسہ میں شیرینی تقسیم کی۔

تبلیغی سرگرمیاں:

دوران ماہ مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد نے شہر کے معروف اور مشہور ترین مقام عابڈز میں تین تبلیغی بک سٹال لگائے اور معروف لیکچرز جو نظام کالج حیدر آباد سے تعلق رکھتے ہیں اور دیگر اعلیٰ شخصیات کو 120 تبلیغی پیکٹ بذریعہ پوسٹ روانہ کئے گئے۔ علاوہ ازیں کئی اعلیٰ شخصیات کو مل کر انفرادی تبلیغ کی گئی اور دستی لٹریچر دیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں اللہ کے فضل سے ایک سرکاری سکول کے ہیڈ ماسٹر نے احمدیت قبول کرلی۔

خدمت خلق کے جذبہ کے تحت مجلس خدام الاحمدیہ نے دو نادار مریضوں کو ادویات دیں اور کئی ضرورتمندوں کو مالی تعاون بھی کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور احباب جماعت حیدر آباد کو دینی و دنیاوی ترقیات سے مالا مال کرے۔ (مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ حیدر آباد)

سکندر آباد میں تربیتی اجلاس:

مورخہ 8.7.03 کو الہ دین بلڈنگ سکندر آباد میں جماعت احمدیہ سکندر آباد کا تربیتی اجلاس بعد نماز عصر محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم خالد الہ دین صاحب نے تلاوت کی مکرم سید اظہر احمد صاحب نے نظم پڑھی بعدہ خاکسار مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ حیدر آباد۔ مکرم مولوی سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ دہلی اور صدر اجلاس نے تقریر کی۔ اجلاس میں کثیر تعداد میں خواتین و احباب جماعت سکندر آباد نے حصہ لیا۔

(مقصود احمد بھٹی مبلغ جماعت احمدیہ حیدر آباد)

تقریب شادی خانہ آبادی

خاکسار کی بیٹی عزیزہ شازیہ امۃ العلیم رشید کی شادی مورخہ 21.8.03 کو بنگلور میں عزیزم زکریا احمد بھٹی ولد مکرم داؤد احمد صاحب بھٹی مرحوم آف لکھنؤ کے ہمراہ بنگلور میں ہوئی ہے۔ محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے اس موقعہ پر دعا کروائی۔ قبل ازیں ہر دو کا اعلان نکاح گزشتہ سال جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ 26 دسمبر 2002 کو فرمایا تھا۔ اس رشتہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر -/500 روپے۔ (عبدالرشید حیدر آبادی صدر جماعت احمدیہ ناردن لندن)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT ND-RN61/57

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-220757
Tel Fax (0091) 01872-221702
Tel (0091) 01872-220814

The Weekly **BADR** Qadian
Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol 52 | Tuesday | 9 September 2003 | Issue No 36

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $:40 euro
By Sea : 10 £ Or 20 U.S $

افسوس محترم مولوی محمد علوی صاحب فاضل وفات پاگئے

افسوس سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک دیرینہ خادم محترم مولانا محمد علوی صاحب فاضل مورخہ ۲۳ جولائی ۳۰۰۲ء کو اپنے آبائی وطن الانلور میں ۸۵ سال کی عمر میں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف کو عربی زبان میں عبور حاصل تھا آپ 1955 میں قادیان میں مولوی فاضل پاس کرکے خدمت دین کی توفیق ملنے کی خاطر تشریف لائے۔ آپ کی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ میں داخلہ کے بغیر پرائیویٹ طور پر پڑھنے کی نظارت تعلیم نے آپ کو اجازت دی۔ اس طرح آپ نے دو سال میں مولوی فاضل کے امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد آپ کا تقرر کیرلہ میں ہوا کچھ عرصہ کے بعد آپ کا تقرر تامل ناڈو کے میلاپالم۔ کوٹار اور ساتان کلم میں ہوا آپ نے خوب محنت کرکے اردو اور تامل زبانوں مین دسترس حاصل کی۔

ہمہ وقت آپ مطالعہ اور نوٹس لکھنے میں مصروف رہا کرتے تھے تامل ناڈو کے بعد آپ کا تقرر کیرلہ کی مختلف جماعتوں میں ہوا کیرلہ میں ایرناکلم۔ کوچین تیلوروتی۔ کاکاناڈ۔ مووات پوزہ کوژونگلور۔ آلپی وغیرہ جماعتوں کے قیام میں آپ کی محنتوں کا بھی دخل ہے۔ آپ بحث و مباحثہ میں بہت مہارت رکھتے تھے۔

آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کی زندگی خدمت سلسلہ کیلئے وقف کی چنانچہ بڑا بڑکا مکرم مولوی کے محمود احمد صاحب کیرلہ میں بطور مبلغ اور مکرم محمد سلیم صاحب کرناٹک میں بطور معلم خدمت بجالا رہے ہیں۔ نیز انہوں نے اپنی پانچوں بیٹیوں کا واقفین سلسلہ کے ساتھ بیاہ کیا چنانچہ مکرم شوکت علی صاحب (معلم) مکرم مولوی جمال الدین صاحب (مبلغ) مکرم مولوی علی کنجو صاحب (مبلغ) مکرم مولوی ایچ شمس الدین صاحب (مبلغ) مکرم مولوی بشیر الدین صاحب (مدرس قادیان) آپ کے داماد ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی مغفرت فرمائے اور جنت کا وارث بنائے۔ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

جملہ ناظمین خصوصی توجہ دیں

جملہ ناظمین اطفال بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان ہے کہ سال رواں 03-2002 کے دو ماہ ہی باقی رہ گئے ہیں۔ لہٰذا لائحہ عمل کا جائزہ لیکر وہ کام جو ابھی تشنۂ تکمیل ہیں انکو اولین فرصت میں ہی پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ بالخصوص مندرجہ ذیل امور کا جائزہ لیں:۔

☆۔ کیا آپ کی مجلس نے فہرست تجدید پُر کرکے دفتر بھجوادی ہے؟
☆۔ کیا فارم تشخیص بجٹ دفتر ملکی کو بھجوادیا گیا ہے؟
☆۔ کیا دونوں ششماہیوں میں دو مرتبہ جلسہ یوم والدین کا انعقاد کیا جاچکا ہے؟
☆۔ کیا ہفتہ اطفال کا انعقاد کیا جاچکا ہے؟
☆۔ کیا کم از کم پچاس فیصد اطفال چندہ وقف جدید کا ادا کر رہے ہیں؟
☆۔ کیا چندہ مجلس کی صد فیصد وصولی ہو چکی ہے؟

اسی طرح سالانہ رپورٹ کارگزاری بھجوانے کی آخری تاریخ 20 ستمبر 2003 ہے اللہ تعالیٰ جملہ عہدیداران کو کماحقہ اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔

(رفیق احمد بیگ۔ مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

درخواست دعا :: پاکستان کے جملہ اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کے لئے احباب جماعت احمدیہ عالمگیر سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے باعزت بری ہونے کے جلد سامان مہیا کرے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔

سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبر سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جامِ لبالب ہے پلایا ہم نے

اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے

شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے

دلبرا مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نُور کا جلوہ دیکھا
نُور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

(منقول از آئینۂ کمالات اسلام صفحہ 224 مطبوعہ 1893)

اخبار بدر میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

...... گمشدہ رسید بک ......

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ جیند شہر صوبہ ہریانہ (نو مبائعین) کی رسید بک نمبر 10640 گم ہو چکی ہے۔ نظارت ہذا رسید بک کو کالعدم قرار دے چکی ہے لہٰذا احباب جماعت آئندہ اس رسید بک پر چندہ جات کی ادائیگی نہ کریں۔ جزاکم اللہ

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی
اسد محمود بانی
کلکتہ

BANI ®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات

Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ★ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072

SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893